U17400 P - 23-1-10

Title — AL BAYAAN. (Part-1).

Author - Mohd. Habeebur Rehman Qadri

Publisher - Victoria Press (Badaun).

Date — 1340 H.

Pages - 76.

Subjects -

الرحمٰن علم القرآن خلق الانسان علمہ

البیان

یعنی

واقعات حاضرہ میں مولوی سلیمان اشرف صاحب پروفیسر علیگڈھ کالج کے اقوال پر محققانہ کلام

حصہ اوّل

جو تین جزوں پر منقسم ہے۔ پہلے جز میں مولوی سلیمان اشرف صاحب بہاری اور مولوی
احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے اقوال میں چالیس ۴۰ اختلافات دکھائے گئے ہیں۔
دوسرے جز میں خود جناب بہاری صاحب کے اقوال میں تیئیس ۲۳ اختلافات ظاہر کئے گئے ہیں۔
ان کے علاوہ دونوں جزوں میں بہاری صاحب پر اور بھی رد ہیں۔ تیسرے جز میں
جناب بہاری صاحب سے فیصلہ کن التماسات و سوالات ہیں جنکی تعداد تین سو ۳۰۰ ہے
بفضلہ تعالیٰ کل چار سو ۴۰۰ ایرادات ہیں۔ آخر میں اُس مراسلت کی نقل ہے جو فقیر
اور بہاری صاحب کے مابین ہوئی ہے

از تالیف

محمد حبیب الرحمٰن قادری مقتدری بدایونی

حسب الحکم مرکزی مجلس خلافت ہند

باجازت منشی محمد آغا جان لکھنوی پرنٹر
وکٹوریہ پریس بدایوں میں چھپا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علی حبیبہ الرؤف الکریم - وآلہ وصحبہ واولیاء امتہ ذوی القدر العظیم

جاء الحق وزھق الباطل

واقعات دائرہ | وحالات حاضرہ کو دیکھتے ہوئے کونسا مسلمان ہوسکتا ہے جس کا دل بےچین اور قلب مضطرب نہو مگر عجیب اور سخت عجیب اُن حضرات سے جو باوجود ادعائے علم وفضل باوجود دعویٰ درد اسلام اس عظیم تر مصیبت کے وقت نہ صرف خاموش رہے بلکہ خادمانِ اسلام، بہی خواہانِ قوم، اور ہمدردان خلیفۃ المسلمین کے طریق عمل میں سنگ راہ بنے - خدمتِ خلافت میں شرکت ورکنا رخلافت پر آمادہ ہوگئے - مسائل دینیہ ضروریہ میں اخفاء حق کا التزام رہا - ہاں اگر خلافت کا ذرا موقعہ مل گیا تو اس کو عالم میں طشت از بام کرنا فرض اولین سمجھا - اُن کا نصب العین یہی ہے کہ مذہبی فتاویٰ واحکام کی صورت میں مسلمانوں کو خلافت مقدسہ سے برگشتہ بنایا جائے اور اس کو اصلاح سے تعبیر کیا جائے - لیکن حضرات اہلِ اسلام جانتے اور خوب اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ اصلاح ہرگز نہیں - تخریب ہے - جو روش مخالفین نے اختیار کی ہے اُس میں خلافت سے ہمدردی کی بو بھی نہیں ہاں اُس کے استیصال وقلع قمع کرنے کی خاص تدبیر ہے - ان اطراف میں تین صاحب سخت مخالفت ہیں - مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی، مولوی سلیمان اشرف صاحب بہاری، مولوی اشرف علی صاحب تھانوی - اس وقت ہمارا روئے سخن جناب مولوی سلیمان اشرف صاحب کی طرف ہے - آپکا ایک رسالہ "النور" علیگڑھ

کالج سے شائع ہوا ہے جسے لمبی چوڑی تمہید سے نہایت ضخیم بنایا گیا ہے۔ تطویل و خطابت
تکرار و عبارت آرائی کے طرز پر لکھا گیا ہے اور مذہبی رنگ آمیزی سے اہل اسلام کو اپنی
جانب متوجہ کرنے کی بے حد کوشش کی گئی ہے۔ فقیر غفر لہ المقتدر القدیر کا قصد ہے کہ اس
رسالہ کے متعلق تفصیلی کلام کرے اور چند حصوں پر ترتیب دے۔

وعلی اللہ التوکل وبہ الاعتصام

جزواوّل

(مولوی سلیمان اشرف صاحب اور مولوی احمد رضا خاں صاحب کی خانہ جنگی)

مخالفین کے سرغنہ و مقتدا، سب سے زائد سخت معاند اور خلافت کے منکر مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی ہیں۔ مولوی سلیمان اشرف صاحب بہاری نے اپنے اسی رسالہ "النور" میں جا بجا اُن کی مدح سرائی کی ہے صفحہ ۲ پر لکھا ہے "مولٰنا المفتی احمد رضا خاں صاحب بریلوی" صفحہ ۲۲ پر ان القاب جلیلہ سے اشارہ کیا ہے "رکنِ دین حامیٔ شرع متین امام اہلسنت مجدّد مائۃ حاضرہ موید ملۃ طاہرہ" بریلوی خاں صاحب نے بھی مسائل حاضرہ پر خامہ فرسائی کی ہے اور ایک کتاب "المحجۃ الموتمنہ" تالیف فرمائی ہے۔ دونوں صاحبوں کی تحریریں دیکھکر نہایت تعجب ہوا۔ مولوی سلیمان اشرف صاحب باوجودیکہ علامہ بریلوی کے بڑے معتقد، معترف، مدّاح ہیں ان کو مجدّد مائۃ حاضرہ، رکن دین اور اپنا امام مانتے ہیں مگر اس رسالہ میں اُنھوں نے بریلوی صاحب سے سخت خلاف کیا ہے اور المحجۃ و النور میں متعدد مقامات پر بے حد اختلاف و تعارض پایا جاتا ہے۔ چونکہ بہاری صاحب بریلوی صاحب کے مقتدی و متبع اور وہ ان کے مقتدا و امام ہیں لہذا ہم یہاں علّامہ بریلوی کی عبارت پہلے لکھیں گے اور فاضل بہاری کا قول اُس کے نیچے۔ پھر دونوں تحریروں کا اختلاف "تبصرہ" کے عنوان سے واضح کریں گے۔ وباللہ التوفیق۔

المحجہ — موالات مطلقاً ہر کافر ہر مشرک سے حرام ہے حتیٰ کہ صوریہ کو بھی شرع مطہر نے حقیقیہ کے حکم میں رکھا مگر صوریہ ضروریہ خصوصاً باکراہ (صفحہ ۱۴)

النور — مسلمانوں نے آیہ کریمہ لن تنفعکم ارحامکم ولا اولادکم سے یہ سمجھ لیا تھا کہ جس طرح موالات حقیقی ممنوع ہے اسی طرح موالات صوری بھی منہی عنہ ہے آیہ لا ینھاکم اللہ الخ نے اس غلطی کی تصحیح فرمادی صفحہ ۳۹ - قوم مسلم رحمۃ للعالمین کی امت ہے اس لیئے اس کے فیوض رحمت اور برکات شفقت جو والسے اپنی صورت متشابہ رکھتے ہیں لیکن باعتبار حقیقت و ماہیت

وہ ولا نہیں اُن سے غیر مسلم قومیں بھی محروم نہ رکھی جائیں گی صفحہ ۶۷۔

تبصرہ ۔ پہلی کتاب سے ظاہر ہے کہ موالات صوری بھی شرعاً موالات حقیقی کے حکم میں داخل ہے جس طرح یہ حرام ہے اسی طرح وہ بھی حرام ہے ۔ جیسے یہ کسی کافر کسی مشرک سے جائز نہیں ایسی ہی وہ بھی کسی کافر و مشرک سے جائز نہیں ہاں ضرورت اور اکراہ و مجبوری کی حالت میں موالات صوریہ بمصلحت و ضرورت مجبوری و اکراہ کے اعتبار سے جائز ہے ۔ قدر ضرورت سے زیادہ جائز نہیں ۔ مثلاً صرف عداوت ظاہر نہ کرنے میں کام نکلتا ہو تو اسی قدر پر اکتفا کرے اور اگر محبت ظاہر کرنے کی ضرورت ہو تو حتی الامکان پیچیدہ و پہلو دار بات کہے ۔ صاف طور پر کہنے کی اجازت نہیں اور بے اس کے نجات نہ ملے صریح طور سے اظہار محبت کرنا پڑے اور دل ایمان پر مطمئن ہو تب اس کی رخصت ہے لیکن عزیمت اور تقویٰ کے خلاف ہے۔

اختلاف نمبر ۱

دوسری کتاب سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمانوں نے موالات حقیقی کی طرح موالات صوری کو بھی ممنوع خیال کر لیا تھا اور اُن کا یہ خیال غلط تھا یعنی موالات صوری ممنوع و حرام نہیں اور غیر مسلم قومیں اُن سے محروم نہیں ۔ ہر کافر ہر مشرک کے ساتھ موالات صوریہ جائز و درست

اختلاف نمبر ۲

ہے اگرچہ کوئی مصلحت و ضرورت بھی نہ ہو اگرچہ مجبوری و اکراہ کی حالت بھی ہو ۔ ہر وقت ہر حال میں مباح و حلال ہے امور مذکورہ کی کچھ قید یا شرط نہیں ۔

المحجہ ۔ معاملت مجردہ سوائے مرتدین ہر کافر سے جائز ہے صفحہ ۱۴ و ۱۵

النور ۔ اس (موالات) کے سوا جتنے تعلقات ہیں وہ سب جائز و مرخص ہیں صفحہ ۱۰۵ موالات کسی کافر سے کسی حال میں درست نہیں اور وہ امور جو موالات حقیقی سے ماسوا ہیں ان کا تعامل ہر حال میں جائز و صحیح صفحہ ۱۳۵

تبصرہ ۔ اول الذکر کتاب تصریح کر رہی ہے کہ معاملات اور کافروں کے ساتھ تو جائز ہیں مگر مرتد کافروں مثلاً وہابیوں دیو بندیوں رافضیوں نیچریوں دہریوں وغیرہ کے ساتھ معاملات بیع و شرا خرید و فروخت رہن و اجارہ و ہبہ جائز نہیں ان کی نوکری کرنا یا اور کسی قسم کا

معاملہ رکھنا غیر جائز ہے۔ مگر آخر الذکر کتاب کہتی ہے کہ معاملات و تعلقات کفار سے علی العموم جائز ہیں اس میں کسی کی تخصیص نہیں خواہ کافر ہوں یا مشرک اہل کتاب یہود و نصاریٰ ہوں یا مرتد۔ غیر مقلد ہوں یا وہابی۔ نجدی ہوں یا دیوبندی قادیانی ہوں یا چکڑالوی۔ دہریئے ہوں یا سید احمد خانی۔ نیچری ہوں یا رافضی۔ غرض تمام کفار سے معاملہ درست ہے۔ حقیقی موالات تو کسی کافر سے کسی حالت میں صحیح نہیں لیکن اس کے علاوہ جملہ تعلقات ہر قسم کے کافر سے جائز ہیں۔ تمام معاملات سارے کافروں کے ساتھ ہر حال میں درست ہیں۔

اختلاف نمبر ۳

تنبیہ ضروری - جناب مولوی سلیمان اشرف صاحب اپنے امام و مجدد مائۃ حاضرہ مفتی صاحب بریلوی کے اس حکم پر غور و خوض فرمائیں کہ اس کی رو سے آپ کو نیچریوں سے تعلقات رکھنا کوئی معاملہ کرنا جائز و درست ہے!

رد نمبر ۴

المحجۃ - ہدایہ و دُرر و غیرہما کتب معتمدہ میں فرمایا کافر ذمّی کے لیئے وصیت جائز ہے اور حربی کے لیئے باطل و حرام۔ آیہ لا ینھٰکم اللّٰہ نے ذمّی کیسا احسان جائز فرمایا اور آیہ انما ینھٰکم اللّٰہ نے حربی کے ساتھ احسان حرام صفحہ ۱۸۔

النور - موالات صوری مثل برّ و اقساط اس کی نہیں اجازت ہے بلکہ ایسے کفار کے ساتھ جو نہ تم سے لڑیں نہ تمہیں تمہارے مکانوں سے نکالیں تمہارا منصفانہ برتاؤ اللہ کو محبوب ہے صفحہ ۹۔ آیہ انما ینھٰکم اللّٰہ کے متعلق خود قرآن شریف کے الفاظ دیکھئے کہ وہ کافر جن سے مسلمانوں کے قتال فی الدین کیا یا انھیں ان کے گھروں سے نکالا یا ان کے اخراج پر دشمنوں کو مدد پہنچائی اس کے ساتھ نیکی و احسان کا قرآن کریم نے نہ تو حکم صادر فرمایا نہ اس کی مخالفت ہی فرمائی صفحہ ۹۔

تبصرہ - ناظرین باتمکین ملاحظہ فرمائیں کہ علامہ بریلوی کتب معتبرہ ہدایہ درر و غیرہ کا حوالہ دیتے ہوئے صاف لکھتے ہیں کہ وصیت (جو ایک قسم کا احسان - صلہ - برّ - اقساط - نیکی ہے) حربی کے لیئے باطل ہے حرام ہے ناجائز ہے صرف ذمّی کے واسطے وصیت جائز و درست ہے مگر علامہ بہاری اس کے خلاف ارشاد فرماتے ہیں کہ ہر قسم کے کافر کو وصیت

اختلاف نمبر ۵

نمبر ۸، ۹ و ۱۰
نمبر ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ افراط

اختلاف نمبر ۱۳

جائز ہے خواہ ذمی ہو یا حربی۔ عام کفار کے ساتھ صلہ، بر، اقساط کی اجازت ہے۔ بریلوی صاحب تصریح فرما رہے ہیں کہ آیہ کریمہ انما ینھٰکم اللہ نے حربی کے ساتھ احسان کو حرام فرما دیا لیکن بہاری صاحب اس کے مخالف ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں کہ قرآن کریم میں حربی کے ساتھ احسان کی ممانعت نہیں آئی اور آیہ انما ینھٰکم اللہ میں اس سے منع نہیں فرمایا گیا۔ اسی قدر پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ بریلوی صاحب اور ان کتب معتمدہ کے مصنف حضرات کو جن کا حوالہ انہوں نے دیا ہے انصاف و دیانت کا خون کرنے والا، کذّاب، مفتری علی اللہ، اپنی ناقص رائے کو اپنی فاسد تمنا کو خدا کا فرمان قرار دینے والا بتاتے ہیں (نعوذ باللہ تعالیٰ منہ) چنانچہ صفحہ ۸۸ پر لکھتے ہیں "جس آیت کے تعین مراد میں صحابہ اور تابعین کا اس قدر اختلاف ہو اس کو اصولی تقسیم قرار دینا کس قدر انصاف و دیانت کا خون کرنا ہے" اور صفحہ ۹۰ پر لکھتے ہیں "قرآن پاک میں جبکہ ایسا نہیں تو کسی کو اس کا کب حق حاصل ہے جو اپنی رائے ناقص اور تمنائے فاسد کو خدا کا فرمان قرار دے یقولون علی اللہ الکذب وھم یعلمون" حضرات اہل اسلام انصاف فرمایئے کہ ایک طرف تو مولوی سلیمان اشرف صاحب - مولوی احمد رضا خاں صاحب کو امام اہلسنت مقتدائے سنت و جماعت مجدد مائۃ حاضرہ مؤید ملۃ طاہرہ مانتے ہیں اور دوسری طرف اُن کو مخالف انصاف و دیانت، محرّف معنی آیت، متبع رائے کاسد، تابع ہوائے فاسد، کذّاب، مفتری علی اللہ و ہابی بتاتے ہیں۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

المحجہ - آیہ کریمہ میں ایک قول یہ ہے کہ مطلق کفار مراد ہیں جو مسلمانوں سے نہ لڑے ان کے نزدیک وہ ضرور آیات قتال و غلظت سے منسوخ ہے امام عطا بن ابی رباح و قتادہ رضی اللہ عنہ نے اس کے منسوخ ہونے کی تصریح فرمائی صفحہ ۲۰۔

النور - جو کافر ایسا نہیں بلکہ مسلمانوں کے ساتھ سفاکی و بے رحمی سے پیش آتا ہے ان سے لڑتا ہے گھروں سے نکالتا ہے اُس کے متعلق یہ حکم ہوا کہ اس قسم کا فر سے بھی صرف موالات منع ہے صفحہ ۹۶۔

تبصرہ - جناب بریلوی صاحب فرماتے ہیں کہ اگر آیہ لا ینھٰکم اللّٰہ میں " الذین لم یقاتلوکم " سے مراد مطلق کفار لیئے جائیں جو مسلمانوں سے بالفعل مذہبی جنگ نہیں کرتے تو یہ آیت منسوخ ہے جس طرح حضرت قتادہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ اور امام عطا نے اس کی تصریح فرمائی ہے کیونکہ بِرّ و قسط صرف اُن کفار سے جائز ہے جو اہل اسلام کے ذمہ میں ہوں - اور جو کافر مسلمانوں کے ذمہ و امان میں نہوں اُن کے ساتھ بِر و اقساط کی اجازت نہیں دی گئی اگرچہ وہ لوگ مسلمانوں سے دینی لڑائی نہ لڑتے ہوں خود قرآن شریف سے اس تقدیر و مراد پر اس آیت کا منسوخ ہونا ثابت ہے چنانچہ صفحہ ۴۲ پر جناب بریلوی صاحب لکھتے ہیں " اگر وہ اکابر تابعین اس کے نسخ کی تصریح اور یہ امام جلیل اُس کی ترجیح و تصحیح نہ فرماتے تو قرآن عظیم خود شاہد تھا کہ آیہ لا ینھٰکم اگر جملہ مشرکین غیر محاربین بالفعل کو عام ہے تو قطعاً منسوخ ہے " جناب بہاری صاحب اس کو بالکل غلط ٹھہراتے اور ارشاد فرماتے ہیں کہ اس معنے پر بھی یہ آیت منسوخ نہیں - جو کافر بالفعل مسلمانوں سے محاربہ و مقاتلہ جنگ و مقابلہ نہیں کرتے یقیناً اُن سے اقساط و احسان ممنوع نہیں بلکہ جائز بلکہ مامور بہ اور اللّٰہ تعالیٰ کو محبوب و مرغوب ہے - خواہ یہ کفار مسلمانوں کے ذمہ میں ہوں یا نہ ہوں - خواہ یہ کافر ذمّی و مستامن ہوں یا حربی ہوں ان سب کے ساتھ بِرّ و صلہ درست ہے - بالفعل مقاتلہ و جنگ نہ کرنے والے ذمّی یا حربی کافر تو درکنار اُن کفار کے ساتھ بھی نیکی و احسان بِر و اقساط جائز و مباح درست و حلال ہے جو بالفعل مسلمانوں سے قتال فی الدین کرتے ہیں، اُن سے مذہبی لڑائی لڑتے ہیں، اُن کو اُن کے گھروں سے نکالتے ہیں، اُن کے ساتھ ظالمانہ و وحشیانہ برتاؤ کرتے ہیں، سفاکی و بے رحمی سے پیش آتے ہیں - جب انہیں کافروں سے بِرّ و صلہ نیکی و احسان جائز ہے جو اہل اسلام پر سفاکی و بے رحمی کرتے ہیں سخت سے سخت مظالم توڑتے ہیں انہیں بے خانماں بناتے ہیں ان کے دشمنوں ان سے لڑنے والوں کو مدد دیتے ہیں تو ان کافروں سے یہ تمام باتیں کیوں جائز نہوں گی جو مسلمانوں سے جنگ نہیں کرتے اُن کو اُن کے مکانوں سے

اختلاف نمبر ۱۵

نہیں نکالتے اگرچہ وہ مسلمانوں کے ذمہ و امان میں نہوں اگرچہ حربی ہوں۔ جنگ کرنے والوں سے
نیکی درست ہے تو جنگ نہ کرنے والوں سے (خواہ وہ ذمی ہوں) احسان بدرجہ اولے درست ہے

المجیہ۔ اور یہ کہنا کہ اس میں موالات سے مخالفت ہے نہ صلہ سے اول محض بے معنی ہے
موالات ہر کافر سے قطعاً حرام ہے اگرچہ ذمی ہو اگر صلہ حربی کے لئے بھی جائز ہو تو فریقین میں
فرق کیا رہا حالانکہ صریح نزول کریمتین اثبات فرق کے لیئے تو قطعاً کریمہ ثانیہ میں صلہ ہی کو موالاۃ
فرمایا اور اسی سے منع کیا صفحہ ۳۵

النور حالانکہ سیاقِ کلام جبکہ یہ تھا کہ جو تم سے دین کے بارے میں لڑے نہ تمہیں مکانوں سے
نکالے اس کے ساتھ نیکی واحسان عدل وانصاف کرنے سے اللہ تعالیٰ منع نہیں کرتا ہے تو اب سیاق یہ ہے کہ
جو تم سے دین کے بارے میں لڑے نہیں مکانوں سے نکالے اس کے ساتھ نیکی واحسان اور عدل وانصاف
کرنے سے اللہ تعالیٰ منع کرتا ہے لیکن قرآن پاک میں جبکہ ایسا نہیں تو کسی کو اسکا کب حق حاصل ہے الخ صفحہ ۹۵

تبصرہ۔ صاحب المجیہ نے نہایت زور وشور سے اُن لوگوں کا رد کیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ کفار
مقاتلین سے فقط موالات منع ہے صلہ اور احسان ممنوع نہیں اور اس کی دلیل یہ پیش کی ہے کہ
اگر یہ مانا جائیگا تو فریقین (فریق اول وہ کفار جو محارب ہیں اور فریق ثانی وہ کفار جو محارب
نہیں) میں کچھ فرق وامتیاز باقی نہ رہے گا حالانکہ یہ دونوں آیتیں اسی واسطے نازل فرمائی گئی ہیں
کہ دونوں قسم کے کافروں میں فرق امتیازی بتائیں اور جبکہ دونوں قسموں کے حکم میں مساوات
ہوگئی کوئی تفریق باقی نہ رہی تو آیتوں کے شانِ نزول ہی کے خلاف ہوگیا اور گویا ارشاد الٰہی
کے معنی ہی بالکل پلٹ گئے۔ مگر صاحب النور اپنے امام ومقتدے مجدد مائۃ حاضرہ کے
قطعاً مخالف ہیں اور فرماتے ہیں کہ نہیں دوسری آیت میں صرف موالات سے منع کیا گیا ہے
برّ واقساط نیکی واحسان عدل وانصاف کرنے سے ہرگز ممانعت نہیں فرمائی گئی دونوں قسم کفار
کا ایک ہی حکم ہے کوئی فرق نہیں۔ موالات دونوں سے منع اور نیکی واحسان دونوں سے جائز
شانِ نزول کا خلاف لازم آتا ہے تو آنے دو۔ معنی بدلے جاتے ہیں تو بدل جانے دو۔ اگرچہ

اختلاف نمبر ۱۶
اختلاف نمبر ۱۷
اختلاف نمبر ۱۸

سباق یہ تھا کہ جو کافر مسلمانوں سے نہیں لڑتے اُن کے ساتھ نیکی و احسان جائز ہے اگرچہ اس پر نظر کرتے ہوئے سباق یہی ہے کہ جو کافر مسلمانوں سے لڑتے ہیں اُن کے ساتھ نیکی و احسان جائز نہیں لیکن پھر بھی معنی یہی ہیں کہ لڑنے والے کافروں سے احسان بالکل درست، قطعاً جائز، یقیناً مباح ہے۔ قرآن کریم کے سباق و سیاق میں تخالف ہے تو کچھ پرواہ نہیں آیتوں کے واقعی معنے پلٹ گئے تو کوئی حرج کی بات نہیں (نعوذ باللہ تعالےٰ منہ)

رد نمبر ۱۹

المحجہ - موالات ۲ دو قسم ہے اول حقیقیہ جس کا ادنےٰ رکون یعنی میلانِ قلب ہے پھر وداد پھر اتحاد پھر اپنی خواہش سے بے خوف و طمع انقیاد پھر تبتّل یہ تجمیع وجوہ ہر کافر سے مطلقاً ہر حال میں حرام ہے صفحہ ۳۸

النور - کافر کے ساتھ دلی دوستی اور قلبی محبت کفر ہے صفحہ ۱۰۴

تبصرہ - بریلوی علامہ صاحب کفار سے موالات حقیقی "رکون" میلان قلب، دلی دوستی" وداد، اتحاد، انقیاد، تبتّل تمام امور کو صرف حرام بتاتے ہیں کفر نہیں ٹھہراتے لیکن ہماری علامہ صاحب اس سے بھی زبردست حکم لگاتے ہیں اور دلی دوستی رکھنے پر کفر کا فتویٰ صادر فرماتے ہیں۔ اگرچہ بریلوی صاحب کافر بنانے اور حکم کفر صادر فرمانے میں بہت زیادہ مشہور ہیں۔ اُن کے متعلق لوگ کہتے ہیں کہ مسائل فرعیہ جزئیہ میں بھی اُن کو کفر کا فتویٰ دینے میں باک نہیں جو کوئی کسی مسئلہ میں اُن سے اختلاف کرتا ہے اُس کو جھٹ کافر بنا دیتے ہیں۔ مگر یہاں تو معاملہ برعکس ہو گیا۔ جناب ہماری صاحب اپنے امام و مجدد سے بھی آگے بڑھ گئے۔ امام نے تو کفار سے دلی دوستی کو حرام ہی بتایا مگر مقتدی نے اُس کو کفر ٹھہرایا۔ کیوں نہ آخر اُستاد کا کچھ تو اثر آنا چاہیئے۔ شاگرد میں اُستاد کا ذرا بھی رنگ نہ ہو تو شاگرد ہی کیا۔

اختلاف نمبر ۲

انقلاب نمبر ۲۱

المحجہ - اُسے (کافر) کو بعض مسلمانوں پر کوئی عہدہ و منصب دینا جس میں مسلم پر اُس کا استعلا ہو مثلاً مسلمان فوج کے کسی دستے کا افسر بنانا یہ بھی حرام ہے صفحہ ۴۲

النور - کفار سے صلح کرنا نہیں نوکر رکھنا ان کی جائز ملازمت کرنا وغیرہ کی شریعت نے اجازت دی ہے صفحہ ۸۹

تبصرہ - مؤلف المحجہ لکھ رہے ہیں کہ کسی کافر کو ایسی ملازمت پر رکھنا جس سے مسلمانوں پر اس کی افسری و استعلا ہو حرام و ناجائز ہے اور مولف النور لکھ رہے ہیں کہ کافر کو نوکر رکھنا مطلقاً جائز ہے خواہ اس میں مسلمانوں پر اس کی افسری ہو یا نہو - اس میں کوئی قید نہیں - کفار کی ملازمت کرنے میں تو یہ شرط ہے کہ وہ جائز ملازمت ہو مگر کافروں کو ملازم رکھنے میں یہ بھی شرط نہیں وہ عموماً درست ہے -

اختلاف نمبر ۲۲

رد نمبر ۲۳

المحجہ - ضرور کچھ مدارس وہ بھی ہیں جن پر امداد امور خلاف شرع سے مقید یا ان کی طرف منجر ہو وہ بلاشبہ ناجائز ہے اگرچہ صرف اسی قدر کہ کھیل میں بے ستری یا خلاف حیا و مخرب اخلاق باتوں کی شرط ہو خصوصاً وہ صورت کہ نصاب میں وہ کتابیں مقرر ہوں جن میں خلاف اسلام باتیں ہیں حتیٰ کہ معاذ اللہ توہین شان رسالت اس میں حرمت درکنار کفر نقد وقت ہے صفحہ ۱۲

النور - فرضی و اختراعی دعوت جن کے مدعی کفار ہند سے موالات کر رہے ہیں یا تعلیم گاہیں جو روپیہ لے رہی ہیں وہ نصاریٰ سے موالات کر رہی ہیں - اب مسلمان فیصلہ کر لیں کہ امدادی روپیہ جو درسگاہوں کو ملتا ہے کیا اس سے عیسائیت و نصرانیت کی تائید و تقویت ہوتی ہے صفحہ ۸۵ و ۸۶

تبصرہ - علامہ بریلوی کی تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ جن مدارس میں امداد اس شرط سے ملتی ہے کہ خلاف شرع امور کا ارتکاب ہو یا ایسی شرط بھی نہیں کیجاتی مگر مخالف شرع باتوں کی طرف امداد منجر ہوتی ہو مثلاً کھیل میں بدن عورت کا کھلنا نیکر پہننا جو گھٹنوں سے اوپر ہوتا ہے یا اسی قسم کی اور باتیں جو حیا کے خلاف اور اخلاق کی خراب کرنے والی ہوں تو بیشک ایسی امداد کا لینا حرام و ناروا ہے اور اگر معاذ اللہ خلاف اسلام باتیں نصاب میں پڑھائی جاتی ہوں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان ارفع و اعلیٰ میں کسی قسم کی گستاخی و بے ادبی ہو تب تو حرام ہونا کیا معنی

کفر ہے۔ یہاں تک کہ امداد کی بنا پر انگریزی وغیرہ داخل ہونا بھی بریلوی صاحب جوازِ امداد کے
لیئے شرط بتا رہے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے صفحہ ۱۱۔ جبکہ وہ مدرسہ دینیات کا ہے اور امداد کی بنا پر
انگریزی وغیرہ اس میں داخل نہ کی گئی تو اس کے لینے میں شرعًا کوئی حرج نہیں، پھر لکھتے ہیں انگریزی
اور وہ بے سود تضیع اوقات تعلیمیں جن سے کچھ کام دین تو دین دنیا میں بھی نہیں پڑتا جو صرف
اس لیئے رکھی گئی ہیں کہ لڑکے ان واہی و محلات میں مشغول رہکر دین سے غافل رہیں کہ ان میں
حمیّت دینی کا مادّہ ہی پیدا نہ ہونے پائے یہی نہیں کہ ہم کیا ہیں اور ہمارا دین کیا جیسا کہ عام طور پر
مشہود و مشہود جب تک یہ نہ چھوڑی جائیں اور تعلیم و تکمیل عقائد حقّہ و علوم صادقہ کی طرف باگیں نہ
موڑی جائیں دہریت و نیچریت کی بیخ کنی ناممکن ہے صفحہ ۱۲

(اختلاف نمبر ۲۳) لیکن علماء بہاری بالعموم امداد کو جائز و مباح قرار دے رہے ہیں اور مطلقًا درسگاہوں کے لیئے
روپیہ لینے میں کوئی شرعی قباحت نہیں سمجھتے کسی قسم کی کوئی قید نہیں بتاتے کہ اس صورت میں
امداد لینا جائز ہے اور اس صورت میں ناجائز۔ فلاں شرط سے درست ہے اور فلاں شرط سے
نادرست۔ گویا آپ کے نزدیک امدادی روپیہ جو تعلیم گاہوں کو ملتا ہے ہر صورت میں ہر طریقہ
(اختلاف نمبر ۲۴) سے بغیر ممانعت ہے اگرچہ امداد کی بنا پر اس میں انگریزی وغیرہ بے سود اور وقت کو ضائع کرنے
(اختلاف نمبر ۲۵) والی تعلیم داخل کی گئی جس سے نہ دین کا کچھ فائدہ ہے نہ دنیا کا جس میں مصروف ہو کر دین کی
(اختلاف نمبر ۲۶) طرف سے غفلت و بے پروائی ہو جاتی ہے جس کے سبب مذہبی حمیّت پیدا ہی نہیں ہو سکتی۔
(اختلاف نمبر ۲۷) اگرچہ وہ امداد خلافِ اسلام شرائط سے مشروط ہو یا ناجائز امور کو مستلزم ہو اگرچہ اس میں بے حیائی
(اختلاف نمبر ۲۸) اور اخلاق تباہ کرنے والے طریقے لازم ہوں اگرچہ کھیل کود بے ستری وغیرہ کا مرتکب ہونا پڑتا ہو اگرچہ
(اختلاف نمبر ۲۹) قبولِ امداد کے سبب نصابِ تعلیم میں ایسی کتابیں رکھی گئی ہوں جن میں مذہب مہذب اسلام
(اختلاف نمبر ۳۰) کے خلاف بیانات ہیں۔ اگرچہ اس روپیہ کی وجہ سے اس قسم کے مضامین پڑھنا پڑھانا سننا
سنانا پڑتے ہوں جن میں دربارِ نبوت و سرکارِ رسالت علی صاحبہا الصلاۃ والتحیۃ کی توہین و تنقیص
گستاخی و تخفیف ہو (نعوذ باللہ تعالٰی منہ)

بہاری صاحب فرماتے ہیں امدادی روپیہ جو درسگاہوں کو ملتا ہے کیا اس سے عیسائیت و
نصرانیت کی تائید و تقویت ہوتی ہے اس کا جواب علامہ بریلوی کی عبارت میں ملاحظہ فرمائیں (اختلاف نمبر ۳۱)
کہ ایسی درسگاہوں کی تعلیم کو وہ نیچریت و دہریت فرما رہے ہیں جو عیسائیت و نصرانیت
سے بھی بڑھ چڑھ کر ہے۔ اگر جناب بہاری صاحب اس عہدۂ جلیلہ پر متعین ہوتے تو تسلیم
کیا جا سکتا تھا کہ وہ بیچارے خانہ نشین اور واقفات عالم سے بالکل بے خبر ہیں اُن کو معلوم
نہیں کہ ان تعلیم گاہوں کی کیا حالت ہے وہ واقف نہیں کہ کالجوں اسکولوں کا کیا رنگ ہے
اُن کو امداد کس طرح ملتی ہے اور کیسی کیسی شروط و قیود لازم ہوتی ہیں لیکن جبکہ موصوف
علی گڑھ کالج کے پروفیسر ہیں تو کس طرح باور کیا جائے کہ اُن پر یہ حالات ظاہر نہیں اُن (تجاہل عارفانہ نمبر ۳۲)
کے سامنے یہ واقفات منکشف نہیں۔ کیا جناب موصوف انصاف سے فرما سکتے ہیں کہ علی گڑھ
کالج (جس کی حمایت وہ بڑے زور شور سے کر رہے ہیں ہر موقع ہر محل پر کھینچ تان کر اُسی کا ذکر
لے آتے ہیں اور امداد کو جائز و درست ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں) ان تمام امور سے پاک (افراط نمبر ۳۳)
صاف ہے جن کا ذکر بریلوی صاحب کی تحریر میں ہے کیا علی گڑھ کالج کی امداد اس بنا پر نہیں (رد نمبر ۳۴)
کہ مہملات و خرافات کی تعلیم دی جائے جو دین و دنیا دونوں میں لغو و بیکار ہے جس پر خسر الدنیا (رد نمبر ۳۵)
والاخرۃ صادق ہے جس سے مذہبی حمیت اور دینی حیا و غیرت بالکل کافور ہو جائے۔ (رد نمبر ۳۶)
جس سے فلسفۂ جدیدہ اور سائنس کے دوازکار و خلاف اسلام مسائل دل میں راسخ ہوں جس
سے عقائد خراب ہوں جس سے اسلام کی سچی اور صحیح تعلیم کی بیخ کنی ہو جس سے دہریت کی بنیاد (رد نمبر ۳۷)
مضبوط ہو جس سے نیچریت کا قلعہ مستحکم ہو۔ کیا کالج میں کرکٹ۔ فٹ بال۔ ہاکی وغیرہ مضر (رد نمبر ۳۸)
جسم و جان کھیل کود نہیں ہوتے۔ کیا کھیل کے وقت بے ستری نہیں ہوتی۔ گھٹنوں سے اوپر (رد نمبر ۳۹)
جانگیا نہیں پہنا جاتا جسے نیکر کہتے ہیں۔ الی غیر ذالک من الامور الواھیۃ المحظورۃ۔ اگر یہ (رد نمبر ۴۰)
باتیں ہیں تو پھر دیدہ و دانستہ جناب مولوی سلیمان اشرف صاحب ان سے کیوں اغماض و (رد نمبر ۴۱)
چشم پوشی کرتے ہیں۔ کس طرح اخفائے حق کے مرتکب ہوتے ہیں۔ کیونکر سچی بات اور امر حق کو (رد نمبر ۴۲) (اخفائے حق نمبر ۴۳)

علامہ تفضیلات نمبر ۴۴

چھپاتے ہیں۔ اور اگر ان کے نزدیک ان باتوں میں کوئی حرج کچھ شرعی قباحت نہیں وہ ان
سب محظورات و خرافات کے ہوتے ہوئے بھی قبول امداد کو صحیح و درست جائز و روا سمجھتے
ہیں تو ہم نہایت ادب سے گذارش کرتے ہیں کہ جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب کی تحریرات
پر گہری نظر ڈالیں ان کا فتویٰ ملاحظہ فرمائیں کہ ان کو آپ امام و مجدّد مائۃ حاضرہ تسلیم کرتے ہیں۔
تعجب ہے کہ آپ اُن کی تصریحات کے خلاف عام کالجوں۔ اسکولوں اور اُن کے قبولِ امداد
کو جائز مانتے ہیں اور بغیر تقیید و تخصیص و استثنا اس میں کوئی شناعت و شرعی قباحت نہیں
بتاتے بلکہ انگریزی تعلیم اور موجودہ کالجوں اسکولوں کی خواندگی کے معترف و مدّاح ہیں مطالبِ

نمبر ۴۵

حقوق، ایثار و قربانی، ثبات و قرار، مسلسل سرگرم کار رہنا، حکومت سے خائف نہ ہونا،
اس کے سامنے آنا اسی تعلیم کا نتیجہ ٹھہراتے ہیں چنانچہ صفحہ ۱۹۳ میں ارشاد فرماتے ہیں "یہ
واقعہ ہے حقیقت ہے اس سے انکار کرنا سورج کی روشنی سے انکار کرنا ہے کہ ہندوستانیوں
کا حکومت کے سامنے آنا اپنے مطالبات کو موثر پیرایہ میں پیش کرنا ثبات و قرار
سے اپنے حقوق کی طلب میں مسلسل سرگرم کار رہنا اور پھر اپنی کامیابی کے لیے ایثار
و قربانی سے دریغ نہ کرنا یہ سب تعلیم انگریزی کا ثمرہ ہے" انگریزی خواں جماعت

افراط نمبر ۴۶

کی تعریف و توصیف، مدح و ثنا میں اس طرح رطب اللسان ہیں" آپ ......
سلطنت پر جنہوں نے نکتہ چینی کی ہے وہ انگریزی خواں ہیں حکومت خود اختیاری
کا جنہوں نے نعرہ بلند کیا ہے وہ انگریزی خواں ہیں غلامی کی ذلتوں کا جس نے
احساس پیدا کیا ہے وہ انگریزی خواں ہیں۔ قید خانوں میں سب سے پہلا
قدم جن کا پہنچا ہے وہ انگریزی خواں ہیں۔ دار و رسن سے جن کے گلے پہلے
آشنا ہوئے وہ انگریزی خواں ہیں۔ ایک گوشہ ملک سے دوسرے گوشہ تک جنہوں نے ہلچل مچا رکھی ہے،
وہ انگریزی خواں ہیں طرفگی یہ کہ سارے انگریزی خواں انہیں کالجوں کے تعلیم یافتہ

اور سند یاب ہیں جن کا الحاق گورنمنٹ کی یونیورسٹیوں سے ہی صفحہ ۱۹۳" جناب بہاری صاحب
اسی پر کفایت نہیں کرتے بلکہ عربی خواں گروہ کی مذمت، بدوماغی، پست ہمتی، بے حوصلگی
تعطل قوتِ فکری، حالاتِ موجودہ میں عدم بصیرت و بصارت، فقدانِ استقلال و ثبات کا
نقشہ نہایت زوردار الفاظ میں دکھاتے ہوئے فرماتے ہیں" ہندوستان میں ریفارم اسکیم
کا ملنا لفظ سوراج کا شاہی خاندان کے رکن رکین کی زبان پر آنا کس کا نتیجہ ہے؟ یا مدارس
عربیہ کے علما اور طلبا کے فکر و عمل کا نتیجہ ہے یا تعلیم یافتگانِ علوم مغربیہ کے افہام و تفہیم اور جد و
جہد کا ثمرہ ہے۔ علوم عربیہ کے جاننے والے اس وقت جس حال میں ہیں امور دنیاوی اور
پولیٹکس حالیہ میں اُن کے دماغ کی بلندی حوصلہ و ہمت کا علو قوتِ فکریہ کی صحت جس درجہ پر
ہے وہ محتاج بیان نہیں ہندوستان کے ہر باشندے کو اس دینی گروہ سے روزانہ سابقہ
رہتا ہے عیاں راچہ بیاں"، صفحہ ۱۹۲) پھر فرماتے ہیں" اس وقت بھی اگر انگریزی خواں
جماعت ان تحریکات سے الگ ہو جائے تو سارے جمعیۃ العلما کے فضلائے یگانہ اپنی اپنی
درس گاہوں میں ہونگے یا ممبر و محراب میں کسی یتیم خانہ یا مدرسہ یا مسجد یا انجمن اسلامیہ کا وعظ
فرما کر آخر میں تحریک چندہ فرماتے ہوں گے" اس وقت ہم اس سے بحث کرنا نہیں چاہتے
کہ بہاری صاحب جو کچھ فرما رہے ہیں وہ صحیح ہے یا غلط، واقعہ ہے یا السّانی، حقیقتِ حال
ہے یا کذب و دروغ اور جماعتِ علمائے کرام کو جو ایسے توہین آمیز کلمات اور تخفیفِ شان
کے الفاظ سے یاد کر رہے ہیں کہاں تک مناسب و شایاں ہے اور خود جناب بہاری
صاحب کس جماعت و گروہ میں داخل ہیں اور آپ حالاتِ حاضرہ میں فکر و نظر کے
مدعی ہیں یا نہیں۔ ان تمام امور پر انشاء اللہ القادر المقتدر ہم اور کسی حصّہ میں کافی روشنی
ڈالیں گے۔ یہاں ہمارا مطمح نظر صرف اسی قدر کہ بریلوی صاحب تعلیم انگریزی کو مہمل، دین و
دنیا میں بیکار، مذہب سے بیگانہ کرنے والا، بے سود، اور تضیع اوقات فرما رہے ہیں
اور بہاری صاحب اس کے نتائج ایسے بہترین و مفید کار بتاتے ہیں۔ بریلوی صاحب

نفر لیڈ نمبر ۴۷

اختلافات نمبر ۴۳ و
۴۹ و ۵۰

ان مدرسوں۔ اسکولوں۔ کالجوں کے قبول امداد کو ناجائز فرماتے ہیں جن میں امداد کے سبب شریعت غرا کے خلاف امور ممنوعہ و محظورہ کا ارتکاب ہو بالخصوص جبکہ نصاب خواندگی اور کورس میں مخالف مذہب و ملت اسباق پڑھائے جاتے ہوں خصوصاً اس وقت کہ عیاذاً باللہ رسول اکرم صلے اللہ تعالے علیہ وعلی آلہ وسلم کی شان مقدس میں گستاخانہ الفاظ مستعمل ہوں کہ ایسی صورت میں نہ صرف اخذ امداد اور الحاق ممنوع بلکہ تعلیم و تعلّم بھی ناجائز ہے۔ نہ محض ناجائز و حرام بلکہ مستلزم کفر ہے لیکن ہمارے صاحب فریق جوش میں ان قیود و شروط کا کچھ لحاظ و اعتبار نہیں کرتے بلکہ عموم کے ساتھ مطلق طور سے تمام کالجوں، اسکولوں کی امداد اور تعلیم کو جائز، مباح، حلال، اور درست بتاتے ہیں۔ بار بار مطالبہ کرتے ہیں کہ ان میں قبول امداد کیوں ناجائز ہے۔ اس کی حرمت کا کیا سبب ہے۔ اسکے عدم جواز کی کیا دلیل ہے۔ مصرع ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔

اختلاف نمبر ۵۱ و ۵۲ و ۵۳ و ۵۴ و ۵۵

المجیب - واقعۂ یہود بنی قینقاع کا جواب تو واضح ہے جو محقق علی الاطلاق اور خود حازمی شافعی نے ذکر کیا کہ وہ روایت کیا اس قابل ہے کہ احادیث صحیحہ کے سامنے پیش کی جائے اس کا مخرج الحسن بن عمارہ عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس ہے قطع نظر انقطاع سے کہ حکم نے مقسم سے صرف چار حدیثیں سنیں جن میں یہ نہیں اور امام شافعی کے نزدیک منقطع مردود ہے۔ حسن بن عمارہ متروک ہے اور مرسل زہری مروی جامع ترمذی و مراسیل ابی داؤد ایک تو مرسل کہ امام شافعی کے یہاں مہمل اقول اور سند مراسیل نہیں ایک انقطاع حیوۃ بن شریح و زہری کے درمیان ہے دوسرے مرسل زہری کا جسے محدثین باہوا کہتے ہیں تیسرے ضعیف بھی الخ صفحہ ۶۶ و ۶۷

الکفور - کفار سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی مدد قبول فرمائی ہے جنگ خیبر میں یہودیان بنی قینقاع کو داخل لشکر فرمایا تھا آپ بھی کفار ہند پر غلبہ حاصل کیجئے پھر انھیں داخل لشکر کیجئے صفحہ ۲۲۳۔

اختلاف نمبر ۵۶ و ۵۷ و ۵۸ و ۵۹ و ۶۰

تبصرہ - صاحب المحجۃ یہود بنی قینقاع کا واقعہ صحیح و قابل حجت نہیں بتاتے - اس روایت کو منقطع و مرسل ضعیف و پادر ہوا و مہمل اور اس کے بعض رواۃ کو متروک و غیر معتبر لکھتے ہیں مگر صاحب النور اس روایت کو واقع و ثابت - قابل احتجاج و لائق استناد مانتے ہیں اور اس کی بنا پر اجازت دیتے ہیں کہ ہنود پر غلبہ حاصل کر کے اُنھیں فوج میں داخل کر سکتے ہیں اور ان کی مدد قبول کرنا درست ہے - بریلوی صاحب کے نزدیک یہ روایت ایسی نہیں جو دوسری صحیح حدیثوں کے مقابلہ میں پیش کی جا سکے لیکن ہماری صاحب کے نزدیک یہ روایت ضرور معتبر و قابل اعتماد ہے - بیشک جنگ خیبر میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے قبیلہ بنی قینقاع کے یہودیوں کو لشکر میں داخل فرمایا تھا اور ان کی مدد قبول فرمائی تھی -

المحجۃ - تمام مشرکین ہند کو لم یقاتلوکم فی الدین کا مصداق ماننا ایمان کی آنکھ پر ٹھیکری رکھ لینا ہے کیا وہ ہم سے دین پر نہ لڑے کیا قربانی گاؤ پر ان کے سخت ظالمانہ فساد بھلا دینے پڑ گئے الخ صفحہ ۲۶ -

النور - مسٹر گاندھی اور اُن کی پارٹی کے ساتھ مدارات فعل معروف اور رحم و شفقت کیجیے ضروریات زندگی میں اُن کی مدد کیجیے اگر اُن میں سے کوئی بیمار ہو تو بیمار پرسی کیجیے دوا و علاج سے ہمدردی فرمائیے الخ صفحہ ۲۲۲ -

اختلاف نمبر ۶۱

تبصرہ - جناب مولوی سلیمان اشرف صاحب مسٹر گاندھی اور اُن کے گروہ و طائفہ کے ساتھ رحم و شفقت کا حکم دیتے ہیں - اُن کی عیادت، بیمار پرسی، معالجہ، ہمدردی کا امر کرتے ہیں - اُن کے ساتھ نیکی، احسان، صلہ، مالی امداد، وصیت، ہبہ، صدقہ غرض ہر ایک فعل معروف کو جائز، مباح، روا، حلال، درست بتاتے ہیں مگر مولوی احمد رضا خاں صاحب مشرکین ہند کو مقاتل فی الدین، ظالم سخت مفسد، اور دین پر لڑنے والا بتا رہے ہیں - تمام ہنود و کفار ہندوستان کو مذہبی جنگ میں شامل اور محارب و مقاتل ٹھہرا رہے ہیں چنانچہ ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں اگر لڑائی مذہبی ہے تو اُن سب اہل مذہب کی

ہے کہ باقی دامے درمے قلمے قدمے معین ہوں گے اور کچھ نہ تو راضی ہوں گے اور اپنے
مذہب کی فتح ہو تو خوش ہوں گے اور دوسرے کی ہو تو رنجیدہ ہوں گے تو وہ سب محاربین بالفعل
ہیں خواہ ہاتھ سے یا زبان سے یا دل سے۔ یہ قربانی گاؤ کا مسئلہ ایسا ہی ہے کونسا ہندو
ہے جس کے دل میں اس کا نام سن کر آگ نہیں لگتی کونسی ہندو زبان ہے جو گئو رکھشا کی
مالا نہیں جپتی الخ صفحہ ۲۸ بلکہ بتصریح کے ساتھ خاص مسٹر گاندھی کو مقاتل فی الدین اور محارب
بالفعل ثابت کر رہے ہیں کہ "وہ جو آج تمام ہندوؤں اور نہ صرف ہندوؤں تمام ہندوستانیوں
کا امام ظاہر و بادشاہ باطن ہے یعنی گاندھی صاف نہ کہہ چکا کہ مسلمان اگر قربانی گاؤ نہ چھوڑیں
گے تو ہم تلوار کے زور سے چھڑا دیں گے اب کوئی شک رہا کہ تمام مشرکین ہند دین میں ہم
سے محارب ہیں الخ صفحہ ۲۸ و ۲۹۔ بہرحال بریلوی صاحب مسٹر گاندھی اور اُن کے گروہ
اُن کی پارٹی اور تمام مشرکین ہند کو حربی، محارب بالفعل، مقاتل فی الدین، اہل اسلام
سے مذہبی جنگ و پیکار کرنے والا ٹھہراتے ہیں اور حربی و مقاتل فی الدین کے ساتھ برّ و صلہ
نیکی و احسان ہمدردی و شفقت کو ممنوع بتاتے ہیں المحجۃ میں متعدد مواقع پر نہایت تفصیل
سے اس کا ذکر ہے حتیٰ کہ صدقہ نافلہ بھی اُن کو دینا غیر جائز قرار دیا ہے چنانچہ صفحہ ۳۲ پر
لکھا ہے کہ "ہمارے ائمہ کرام نے حربی کو صدقہ نافلہ دینے کی ممانعت سے اُن کی عورتوں
بچوں کسی کو مستثنیٰ نہ فرمایا حکم عام دیا۔ معراج الدرایہ میں ہے صلتہ لا یکون برا شرعا
ولذا لم یجز التطوع الیہ الخ حاشیہ پر فائدہ لکھا کہ "یہاں کے کسی فقیر کو بھی پیسہ دینا
بھی جائز نہیں" اور فتاویٰ رضویہ کے صفحہ ۱۴۲ پر تحریر ہے کہ اگر جنگل میں ایک کتا اور
ایک حربی کافر پیاس سے مرتے جاتے ہوں اور مسلمان کے پاس ایک کی پیاس کے قابل
پانی ہے کتے کو پلائے اور حربی کو نہ دے" تو بریلوی صاحب کے نزدیک مسٹر گاندھی
و دیگر کفار ہند سے کسی قسم کی ہمدردی و شفقت، نیکی و احسان، بر و اقساط، صلہ و
عقل مطلقاً حرام و ممنوع ناجائز و غیر مشروع ہے اور بہاری صاحب کے نزدیک

اختلاف نمبر ۶۲

اختلاف نمبر ۶۳

اختلاف نمبر ۶۴

یہ تمام امور جائز و درست، مباح و حلال، غیر ممنوع اور روا (ہیں کروہ؟) نہیں۔

فائدہ عجیبہ= اسی ضمن میں یہ ظاہر کرنا بھی غیر مناسب نہ ہو گا کہ مولوی سلیمان اشرف صاحب ملکی مفاد اور ہندوستان کی فلاح و بہبود کے لئے ہنود کے ساتھ شرکت عمل کو جائز بتاتے ہیں لیکن بریلوی صاحبان اس کو صحیح نہیں مانتے اور اس کا جواز تسلیم نہیں کرتے چنانچہ روداد مناظرہ مابین مولوی سلیمان اشرف صاحب و مولوی ابوالکلام صاحب جو دفتر جماعت رضائے مصطفٰے محلہ سوداگران بریلی سے شائع ہوئی ہے اس میں مولوی سلیمان اشرف صاحب کی تقریر اس طرح منقول ہے "ہم اور ہندو دونوں ہندوستان کے ملکی مفاد سے تعلق رکھتے ہیں اور اس مفاد ملکی کے حصول کے لئے ہندو ہمارے ساتھ ملکر کوشش کر سکتے ہیں آپ ملکی مفاد اور بہبود کے لئے ملکر کوشش کیجئے" مگر جناب علامہ بریلوی خاں صاحب کی طرف سے اس کا رد حاشیہ پر یوں تحریر ہے کہ "اس فقرے سے ہم کو اتفاق نہیں"، یعنی اگرچہ کسی قسم کی شرعی قباحت اور دینی مخالفت نہ ہوتی ہو تو بھی ہندوؤں سے اتفاق جائز نہیں۔ فتفکروا یا اولی الالباب واللہ ولی التوفیق

وھدایۃ الصواب

اختلاف

جزو دوم

مولوی سلیمان اشرف صاحب کی دو رنگی

اس حصہ میں ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ جناب علّامہ بہاری صاحب نے رسالہ "النّور" میں جا بجا متعارض و مختلف اقوال تحریر فرمائے ہیں کہیں کسی امر کو جائز قرار دیا ہے تو کہیں اُسی کو ناجائز ٹھہرایا ہے۔ کسی موقع پہ ایک بات کی صحت کے قائل ہیں تو دوسرے مقام پر اس کے باطل ہونے کا اعتراف کرتے ہیں۔ جس چیز کو اول میں حرام و ممنوع و غیر درست یا علال و جائز و درست فرماتے ہیں اُسی کو آخر میں اس کے خلاف بتاتے ہیں۔ معلوم نہیں کہ جناب موصوف نے کس حالت کس عالم کس خیال میں رسالہ کی ترتیب فرمائی ہے۔ اس کے علاوہ آپ کا ایک دوسرا رسالہ "البلاغ" طبع ہو چکا ہے جس کا تذکرہ خود اس کتاب میں متعدد مقامات پر نہایت فخر و مباہات کے ساتھ کیا گیا ہے اور جو اَب سے دس سال پیشتر کی تالیف بتائی گئی ہے ملاحظہ ہو صفحہ ۲۲۹۔ رسالہ النور "جس وقت ساری زبانیں گنگ تھیں مجھ گنہگار کی زبان کلمۂ حق کہہ رہی تھی جس وقت سارے اقلام خشک تھے مجھ بے بضاعت کا قلم مصروف تحریر تھا جس وقت سارے پاؤں مفلوج تھے مجھ ضعیف کا پاؤں منزل رساں بہ استقامت تھا اس میں میری کیا خطا ہوئی یہ تو اللہ کا فضل تھا۔ تم ہلال احمر کے نام سے چندہ تحصیل کرتے تھے اور دادِ عیش و نشاط دیتے تھے زر کشی کے لیے جس طرح کے مضامین ضروری تھے تم انہیں کو لکھتے انہیں کو کہتے تھے لیکن اس فقیر کو خلافت کی تو لگی تھی اس لیے ترکوں کی مختصر تاریخ پھر اُن کی خلافت اُن کی اطاعت اور اُن کے حقوق دلیل و برہان کے ساتھ لکھکر مسلمانوں کے سامنے پیش کر دئے دیکھو فقیر کا رسالہ "البلاغ" اس کی حقیقت تو انشاءاللہ تعالیٰ آیندہ واضح و آشکار ہو گی کہ اس عبارت کا مفہوم کس درجہ صحیح ہی آیا تھا

خود ستائی نمبر ۴۶

بلقان وطرابلس کے موقع پر صرف جناب بہاری صاحب نے ہی کام کیا تھا یا دیگر علمائے کرام و مقتدایان اہل اسلام نے بھی اس میں حصہ لیا تھا یہاں محض اس قدر مقصود کہ "البلاغ" اور "النور" نیز حفظ النور کے مضامین میں کیسا اختلاف پایا جاتا ہے۔

آیہ لا ینھٰکم اللّٰہ الخ اور کفار محاربین اسلام

رسالہ النور صفحہ ۷۹ میں لکھتے ہیں کہ "کوئی کافر جب مسلمانوں کے ساتھ یہ رعایت ملحوظ رکھے کہ در پے آزار مسلمین نہ ہو تو اسلام جیسے پاکیزہ مذہب کی اپنے پیروان کو یہی تعلیم ہونی چاہیے تھی کہ وہ بھی اس کا عوض فراخی و وسعت سے ادا کریں لیکن جو کافر ایسا نہیں بلکہ مسلمانوں کے ساتھ سفاکی و بے رحمی سے پیش آتا ہے ان سے لڑتا ہے گھروں سے نکالتا ہے اس کے متعلق بھی یہ حکم ہو کہ اس قسم کا فر سے بھی صرف موالات منع ہے۔ رہے موالات سے ماورا علائق ان کے باب میں قرآن کریم نے سکوت فرمایا کہیں برّ و نوال جذب قلوب کے موجب ہوں گے اور کہیں عفو و صفح کافر میں نور ایمان کے باعث ہوں گے قرآن کریم اس طرح رغبت دلاتا ہے فمن عفا و اصلح فاجرہ علی اللّٰہ پھر جس نے معاف کر دیا اصلح کر لی تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہے ہاں اگر یہ معلوم ہو کہ کوئی خبیث النفس درگزر اور کریمانہ برتاؤ سے فساد و شر میں زیادہ سرگرم ہوگا یا ہوتا ہے تو پھر قرآن کی اس تعلیم کی تعمیل کا موقع ہے ولیجدوا فیکم غلظۃ کفار و بے دین تم میں کرارہ پن پائیں فاقتلوھم حیث وجدتموھم انہیں جان سے مار ڈالو جہاں کہیں بھی پاؤ۔"

اس سے صاف ظاہر ہے کہ جو کفار مسلمانوں سے دینی مقاتلہ اور مذہبی مقابلہ کرتے ہیں ان کے ساتھ سفاکی و بے رحمی سے پیش آتے ہیں ان پر ظلم و ستم توڑتے ہیں ان کو گھروں سے نکال کر بے خانماں بنا لیتے ہیں ان کے دشمنوں کو مدد دیتے ہیں ان سے بھی صرف موالات ممنوع ہے باقی احسان، صلہ، نیکی، ہمدردی، خیرخواہی، برّ، قسط، نوال، عفو، صفح وغیرہ کی ممانعت نہیں۔ نہ ان سے قتال ضروری نہ ان پر غلظت و سختی واجب۔

نہ اُن کے لئے یہ عام حکم کہ ولیجدوا فیکم غلظۃ یعنی کافر تم میں سختی و کرارہ پن پائیں نہ یہ امر
کہ فاقتلوھم حیث وجدتموھم یعنی جہاں بھی کافروں کو پاؤ قتل کر ڈالو بلکہ یہ آیات یہ
(رد نمبر ۶۷)
قرآنی ارشادات اس شرط سے مشروط اور اس قید کے ساتھ مقید ہیں کہ "وہ درگزر اور کریمانہ
برتاؤ سے فساد و شر میں زیادہ سرگرم ہوگا یا ہوتا ہے" قطع نظر اس سے کہ آیہ کریمہ
لا ینھٰکم اللہ الی آخر الآیتین جس کی تفسیر جناب بہاری صاحب یہاں بیان کر رہے ہیں
اُس میں صاف طور پر خداوند عالم جل جلالہ نے عام حکم فرمایا ہے کہ جو لوگ تم سے دین کے بارہ
میں جدال و قتال کریں، تم کو تمہارے گھروں سے نکالیں، تمہارے اخراج میں مدد دیں
اُن کے ساتھ "بر" و "قسط" صلہ و احسان سے تم کو نہی و ممانعت ہے۔ اس آیت کریمہ میں
یہ قید یہ شرط قطعاً نہیں کہ "اگر یہ معلوم ہو کہ کوئی خبیث النفس درگزر اور کریمانہ برتاؤ سے
فساد و شر میں زیادہ سرگرم ہوگا۔ اس وقت اُس کے ساتھ "بر" و "اقساط" نیکی و احسان ممنوع ہے
قطع نظر اس سے کہ آیہ ولیجدوا فیکم غلظۃ سے یہ مراد نہیں جو بہاری صاحب سمجھے
(رد نمبر ۶۸)
ہیں قطع نظر اس کے کہ کریمہ فاقتلوھم حیث وجدتموھم کا یہ مطلب نہیں جو جناب کا
(رد نمبر ۶۹)
مقصود ہے بلکہ ذمی و معاہد و مستامن کفار کے سوا تمام کافروں کے لئے غلظت و سختی "تشدد"
و قتل کا حکم ہے اس میں اگر مگر کچھ بھی نہیں یہ حکم ان قیود و شروط سے ہرگز مقید و مشروط نہیں
جو بہاری صاحب نے اپنے دل سے گڑھی ہیں۔ یہاں صرف یہ ظاہر کرنا ہے کہ آج سے دس
برس پیشتر علامہ بہاری صاحب رسالہ "البلاغ" کے صفحہ ۲۰ پر یوں تحریر فرما چکے ہیں وقاتلوا
فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین خدا کی راہ میں
اُن لوگوں سے جو تم سے لڑیں لڑو مگر حد سے متجاوز نہ ہونا اللہ حد سے بڑھنے والوں کو دوست
نہیں رکھتا ہے آیت کریمہ کے الفاظ کو غور کرو پہلی تعلیم تو یہ ہے کہ یہ لڑائی اعلائے کلمۃ اللہ
(اختلاف نمبر ۷)
کے لیئے ہونی چاہیئے الخ۔ ملاحظہ فرمائیے کہ یہاں بہاری صاحب ان کفار سے مقاتلہ کا حکم
بتا رہے ہیں جو مسلمانوں سے لڑیں اور کسی شرط سے مشروط نہیں ٹھہراتے اس قید کا اضافہ

نہیں کرتے کہ اگر وہ درگزر اور صلہ و احسان و اقساط سے زیادہ شرارت کریں تو اُن سے قتال و غلظت تشدد و سختی کا حکم ہے۔ پھر اس کے بعد ہی آیہ لا ینھٰکم اللہ الآیہ لکھکر فرماتے ہیں"

اس آیہ کریمہ سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ جو قوم مسلمانوں سے مذہبی لڑائی لڑے یا مسلمانوں کو گھروں سے نکال کر بے خانماں بنا ڈالے یا جو مسلمانوں کے نکال دینے پر دشمنانِ اسلام کی مدد کرے اُن سے لڑنا بہت ضرور ہے ورنہ ظالموں میں شمار ہو جائے گا ۔

خبیث را چو تعہد کنی و بنوازی ۔۔۔۔ بدولت تو گنہ میکند بانبازی

ہاں جو قوم مسلمانوں سے صلح و آشتی سے پیش آئے اُن کے ساتھ دنیاوی حسنِ سلوک اگر کیا جائے تو خدا کو یہ امر پسندیدہ ہے" اس عبارت سے بخوبی واضح و عیاں ہوتا ہے کہ ہماری صاحب کے نزدیک آیہ کریمہ لا ینھٰکم اللہ میں اُن لوگوں سے لڑنا نہایت ضروری بتایا گیا ہے جو مسلمانوں سے دینی جنگ کریں اُن کو اُن کے مکانوں سے گھروں سے نکال دیں اُنہیں بے خانماں بنائیں اُن کے اخراج پر اعدار اسلام و دشمنانِ دین کی مدد کریں۔ اور اگر اُن سے لڑائی نہ کی جائے گی تو ظالموں میں شمار ہوگا۔ ایک شعر لکھکر بھی جناب موصوف نے ظاہر کر دیا ہے کہ لڑنے والے کافروں اور اہلِ اسلام سے مذہبی جنگ کرنے والے خبیثوں کے ساتھ کریمانہ برتاؤ یا درگزر معافی یا چشم پوشی تعہد یا نوازش گویا اُن کو خباثت و گناہ میں مدد دینا ہے۔ دونوں قسم کے کافروں میں جناب ہماری صاحب نے فرق و امتیاز بھی صاف طور سے بتا دیا کہ مسلمانوں سے لڑنے والے کافروں کے ساتھ حسنِ سلوک ممنوع و نا درست ہے بلکہ اُن پر سختی و غلظت اُن سے لڑنا قتال کرنا بہت ضروری ہے مگر ان کافروں کے ساتھ حسنِ سلوک کیا جائے جو مسلمانوں سے صلح و آشتی ہمدردی و خیر خواہی سے پیش آئیں تو جائز اور اللہ تعالےٰ کو پسندیدہ ہے۔ اب ناظرین کرام اور قارئین با احترام خود فیصلہ کر لیں کہ رسالہ "البلاغ" میں علامہ ہماری صاحب نے آیہ کریمہ لا ینھٰکم اللہ کی تفسیر کیا لکھی ہے اور اس رسالہ "النور" میں کیا مطلب و معنی لکھ رہے ہیں۔ دونوں عبارتوں دونوں تفسیروں دونوں

اختلاف نمبر ۱
اختلاف نمبر ۲
اختلاف نمبر ۳
اختلاف نمبر ۴

مطلبوں میں کس قدر زمین آسمان کا فرق اور بعد المشرقین ہے ایک مقام پر اسی رسالہ "النور" میں بھی جناب موصوف کے قلم سے امرِ حق مجبوراً نکل ہی گیا اور سچی بات کا اقرار واعتراف کرنا ہی پڑا۔ ملاحظہ فرمایئے صفحہ ۲۹ لکھتے ہیں کہ "مخالفین اسلام کی دو قسمیں قرار دیکر ہر ایک کا حکم ارشاد فرمایا ایک ایسا مخالفینِ اسلام جو مسلمانوں سے نہ لڑے نہ انہیں اُن کے مکانوں سے نکالے اس کے ساتھ احسان اور عادلانہ برتاؤ کی اجازت عطا فرمائی"

اختلاف نمبر ۵

یعنی آیہ لا ینھٰکم اللہ میں کافروں اسلام کے مخالفوں مسلمانوں کے دشمنوں کی دو قسمیں بتا کر ان کی دو صورتیں بتا کر ہر ایک قسم ہر ایک حالت ہر ایک صورت کا الگ الگ حکم علیحدہ علیحدہ برتاؤ کا طریقہ ارشاد فرمایا گیا۔ وہ قسم کفار جو مسلمانوں سے نہ لڑے اُن سے مذہبی جنگ نہ کرے اُن کو گھروں سے نہ نکالے اُس کے ساتھ احسان اور عادلانہ برتاؤ کی اجازت عطا فرمائی گئی۔ اس سے صاف طور پر واضح وآشکارا اور بخوبی ظاہر وعیاں ہے کہ ایسے کفار کے مقابل ومخالف دوسرے قسم کے کافر جو اہلِ اسلام سے مذہبی جنگ ودینی قتال کریں اُن کا حکم اس کے خلاف ہے اُن کے ساتھ احسان اور عادلانہ برتاؤ کی اجازت نہیں۔

مُقاطعہ اس کتاب النور میں مقاطعت (محاربین ومقاتلینِ اہلِ اسلام کافروں کی اشیاء خرید نہ کرنا اُن کی تجارت کو نقصان پہنچانا وغیرہ وغیرہ) کو غیر ضروری وفرض بتاتے ہوئے علامہ بہاری صاحب لکھتے ہیں کہ "آپ فرماتے ہیں کہ مقاطعہ اس وقت فرض ہے دوسرا فریق عرض کرتا ہے کہ اس طریقِ مقابلہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منسوخ فرمادیا" صفحہ (۱۸۱) مگر البلاغ صفحہ ۱۳ و ۱۴ پر فرماتے ہیں "اسلام تو ہمیں سب کچھ ترقی وتہذیب وتمدن کی باتیں بتلاتا ہے مگر ہم اپنے نشۂ غفلت میں سرشار ہیں کہ ایک قدم بھی اس کے بتائے ہوئے راستہ پر نہیں رکھتے۔ زراعت چھوٹی صنعت وحرفت ترک، کی تجارت سے بیزار ہوئے اس کا لازمی نتیجہ افلاس ونکبت تھا سو مسلمانوں

پوچھا کرہا کیا اللہ تعالےٰ نے احل اللہ البیع فرما کر تجارت کی رغبت نہیں دلائی کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی مقدس زندگی میں تجارت نہ فرمائی کیا خلفاء راشدین اسے نہ کرتے تھے۔ ہائے افسوس مسلمان اب بھی بیدار نہیں ہوتے دیکھ رہے ہیں کہ اسی تجارت نے یورپ کو سلطنت عطا کردی اور اسی کے ترک نے مسلمانوں کو غلام بنادیا مگر پھر بھی آنکھ نہیں کھولتے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون" جب بہاری صاحب اس کا صاف اقرار و اعتراف کرتے ہیں کہ تجارت ہی سے یورپ کو سلطنت مل گئی اور اسی کے چھوڑ دینے سے مسلمان غلام بن گئے تو یورپ کی سلطنت کو نقصان پہنچانا خاصکر اس سلطنت کی اشیا کا ترک کر دینا جو اہل اسلام سے مذہبی لڑائی لڑتی ہو ضروری ہوا یا نہیں۔ اہلِ یورپ اور مقاتلی فی الدین کافروں سے مقاطعہ کرکے اپنی تجارت وصنعت وحرفت کو ترقی دے کر اُن کی غلامی سے نکلنا حریت و آزادی حاصل کرنا واجب ٹھہرایا نہیں حالانکہ النور کی عبارت مذکورۂ بالا میں آپ نے مطلق مقاطعہ کو ممنوع بتاکر اس کو ناجائز ٹھہرایا ہے۔ لطف یہ کہ خود النور کے صفحہ ۱۸۰ میں اس کو جائز تسلیم کرچکے ہیں کہ وہ سوال جواز وعدم جواز کا نہیں گفتگو تو آپ کے اس ادعا میں ہے کہ آنجناب کی تحریکات کی تعمیل مسلمانان ہند پر فرض ہے اور جو شخص تامل و فکر کرے یا اصلاح و ترمیم پیش کرے وہ مرتکب حرام دائرہ اسلام سے خارج اور پختہ منافق ہوگیا الخ اس سے بھی زیادہ مزیدار یہ بات ہے کہ تحریر صدر میں صرف کفار یورپ کی تجارت کو نقصان پہنچانے اور اُن کی مصنوعات اشیاء ترک کرنے ہی کو بہاری صاحب نے جائز نہیں مانا ہے بلکہ اُن پر دانا پانی بند کرنے انہیں غلہ نہ دینے کو بھی جائز و درست مان لیا ہے۔ اس کی توضیح کے لیئے ہم اوپر سے پوری عبارت نقل کیئے دیتے ہیں " کہا جاتا ہے کہ اس وقت جبکہ جہاد بالسیف کی طاقت مسلمانوں میں نہیں تو وہ چیز جو مسلمانوں کو دشمنِ اسلام پر غلبہ عطا کرے

اختلاف نمبر ۷

اختلاف نمبر ۸

اختلاف نمبر ۹

وہ قائم مقام جہاد کے ہوگی اور وہ نہیں ہے مگر خاموش مقابلہ دشمن سے مقابلہ کے
وقت بہت سے مسائل کی صورت متغیر ہو جاتی ہے مثلاً جاسوسی اخلاقاً و شرعاً
مذموم ہے لیکن فریق محارب کے مقابلہ میں جاسوس مقرر کرنا ان کے سرائر و مخفیات
کا پتہ لگانا مستحسن و ضروریات جنگ میں سے ہے۔ فریق محارب پر بحالت محاصرہ یا مقابلہ
غلّہ اور پانی تک بند کر دینا جبکہ جائز ہے تو اس وقت انگریزوں نے مسلمانانِ ہند کا
جو مقابلہ ہو گیا ہے اگر وہ چیزیں جو بحالت امن جائز نہیں اس مقاومت مجہول کی حالت
میں جو قائم مقام جہاد ہے ناجائز سمجھی جائیں تو کیا محذور شرعی لازم آتا ہے علی الخصوص ایسی
حالت میں جبکہ ہم حکومت سے دست و گریبان نہیں ہوتے بلکہ نہایت خاموشی و سکون
سے اپنے ہر طرح کے تعلقات اُن سے منقطع کر لیتے ہیں اس انقطاع کا لازم نتیجہ یہ ہوگا کہ حکومت
اپنے وطن کا رُخ کرلے اور گھر پہنچ کر خانہ نشین ہو جائے اس وقت دو فائدے حاصل
ہوں گے ایک تو حکومتِ ہند خود مختار ہو کر سوراج حاصل کرلے گی دوسرے مسلمانوں
کا بڑا حریف دنیا سے اگر دفع نہ ہوگا تو کمزور ضرور ہو جائے گا لہٰذا مسلمانوں پر یہ فرض ہے کہ
وہ انقطاع کلّی کرلیں۔ اس کے جواب میں فقیر نہایت ادب سے گذارش کرتا ہے کہ سوال
جواز و عدم جواز کا نہیں الخ یہاں صاف صاف بہاری صاحب جاسوسی، بحالت محاصرہ
و مقابلہ غلّہ پانی بند کر دینے، خاموشی و سکون کے ساتھ ہر قسم کے تعلقات منقطع کر لینے کا ذکر
کر کے سب کو جائز تسلیم کر رہے ہیں۔ نیز سوراج کے حصول اور حکومت ہند کی خود مختاری
پر بھی کوئی اعتراض نہیں کرتے بلکہ اُس کو تحریکات و تدابیر موجودہ و مذکورہ کا صحیح مفاد اور
درست و جائز فائدہ ہونا مان رہے ہیں۔

اختلاف نمبر ۸۰

انگریزی تعلیم | اس کتاب میں جناب مؤلف نے انگریزی تعلیم اور مغربی علوم کی بہت
کچھ تعریف فرمائی ہے چنانچہ اُن کی یہ عبارتیں ہم پہلے نقل کر چکے ہیں
کہ" اس سے انکار کرنا سورج کی روشنی سے انکار کرنا ہے کہ ہندوستانیوں کا حکومت

کے سامنے آنا اپنے مطالبات کو موثر پیرایہ میں پیش کرنا ثبات و قرار سے اپنے حقوق کے
طلب میں مسلسل سرگرم کار رہنا اور پھر اپنی کامیابی کے لیئے ایثار و قربانی سے دریغ نہ کرنا
یہ سب تعلیم انگریزی کا ثمرہ ہے۔ اس وقت بھی اگر انگریزی خواں جماعت ان تحریکات سے
الگ ہوجائے تو سارے جمعیۃ العلماء کے فضلائے یگانہ اپنی اپنی درسگاہوں میں ہونگے
یا ممبر و محراب میں تحریک چندہ فرماتے ہوں گے وزرائے انگلستان کے آدا پر تنقید اور
اور سیاست ہند پر مباحثہ کسی کے وہم میں بھی نہ آئے گا" اس کے بعد لکھتے ہیں تعلیم انگریزی
ہندوستانیوں کے احساس تاثر اور تقویت کا واسطہ ہے یا فریق محارب کے لیئے اجیر اور غلام
وغیرہ بننے کا" صفحہ ۸۵ پر انگریزی تعلیم اور مغربی علوم و فنون کی ضرورت ثابت کرتے ہوئے
تحریر فرماتے ہیں" اس وقت مغربی علم و فن کی ضرورت ثابت کرنے کی حاجت نہیں نہ اس
پر دلیل لانا ضروری کہ آج مقابلہ محاربہ اور محافظت کے جو سامان سلاطین عالم کے پاس ہیں
اگر ہندوستان انہیں اپنے لیئے غیر ضروری سمجھتا ہے تو آزاد ہوکر دوبارہ گرفتاری و غلامی
کی کسی غیر سلطنت کو دعوت دیتا ہے۔ جب تک ہندوستان میں حکومت برطانیہ باقی ہے
اس وقت تک وہ ضرورتیں بھی باقی ہیں جن کے زبردست مطالبات نے ہمیں انگریزی
کی طرف مائل کیا ایسی تعلیم گاہیں جن کی سند و تصدیق مسلّمہ و مصدّقہ گورنمنٹ ہوں اور ایسے
اسانید جن سے ملازمت کا استحقاق ہو اس وقت تک ضروری ہیں جب تک حکومت
باقی ہے" ایک مقام پر لکھتے ہیں" اس وقت تک قومی اسکولوں اور قومی کالجوں نے جو کچھ
خدمت ملک و قوم کی کی ہے وہ آج سامنے موجود ہے صفحہ ۱۸۸۔ ایک موقع پر تحریر کرتے
ہیں" طرفگی یہ کہ سارے انگریزی خواں انہیں کالجوں کے تعلیم یافتہ اور سند یافتہ ہیں جنکا
الحاق گورنمنٹ کی یونیورسٹیوں سے ہے سرکاری کالج یا امدادی کالج میں تعلیم پانے سے
ان کے جذبات قومی منفنا ہوئے نہ مٹے الحاق نے امداد نے اگر ایسی غلامی ایسی محبت نا
قلبی اور ایسی مزدوری کی تعلیم دی ہے جس کا نتیجہ ملک کے پیش نظر ہے تو کیا اچھا ہوتا کہ

سارے مدارس عربیہ کو امداد ملتی اور ان کا الحاق بھی گورنمنٹ کی یونیورسٹیوں سے ہوتا الخ
صفحہ ۱۹۴) لیکن رسالہ البلاغ صفحہ ۱۹ و ۲۰ میں تحریر فرماتے ہیں" جا بجا اسکول و کالج کی
صورتیں دکھائی دے رہی ہیں اور ان کا نام لفظ اسلامیہ کا اضافہ کرکے ذی شوکت بھی
بنا ہوا ہے اور ماشاء اللہ بی اے و ایم اے بلکہ ڈی ایس سی و پی ایچ ڈی ایک کافی
تعداد میں مسلمانوں کے طبقہ میں موجود بھی ہیں تو پھر کوئی وجہ نہیں اگر ہم یہ نہ کہیں کہ ہند کے
مسلمانوں نے ترقی کی راہ پائی اور اب یہ بیدار ہو گئے ہیں لیکن آپ مجھے معاف رکھیں ان
چیزوں کے وجود کا نام ترقی اسلام نہیں ہے ہست اسلام بیسرت نیکو = نہ ہمیں جامہ و
قد دلجو۔ ہم جبکہ تعلیم یورپ کی بدولت نہ صرف کتاب اللہ سے بے خبر اپنے پیغمبر کے فضائل
و احوال سے لاعلم مذہبی امور سے ناآشنا بلکہ گریزاں ہوں تو پھر کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ یہ
ہمارا جذبہ جذبۂ قومی ہے" غور فرمائیے کہ آج سے دس برس پیشتر تو جناب پروفیسر صاحب
نے کالجوں اسکولوں اور ان کے تعلیم یافتہ و سند یاب لوگوں کے وجود کو اسلامی ترقی
(اختلاف نمبر ۸۱) سے بیگانہ بتایا تھا تعلیم یورپ کو قرآن مجید سے بے خبری، رسول کریم علیہ الصلوٰۃ و التسلیم
(اختلاف نمبر ۸۲ و ۸۳ و ۸۴) کے حالات فضائل و معجزات سے لاعلمی، دینی و مذہبی احکام سے عدم واقفیت بلکہ گریز
و نفرت کا باعث ٹھہرایا تھا اس جذبہ کو قومی جذبہ بھی نہیں مانا تھا لیکن اب انہیں کالجوں
(اختلاف نمبر ۸۵) اسکولوں اور ان کے تعلیم یافتہ آدمیوں کے وجود کو ضروری بتا رہے ہیں گورنمنٹی یونیورسٹیوں
(اختلاف نمبر ۸۶ و ۸۷ و ۸۸) کی سند و تصدیق اور ان سے الحاق و امداد کی ضرورت ثابت کرتے ہیں۔ یورپ کے
علوم و فنون، انگریزی خواندگی، اور مغربی تعلیم کو ترقی اور خدمت ملک و قوم کا سبب فرماتے
(رد نمبر ۸۹ و ۹۰) ہیں بلکہ مغربی تعلیم یافتہ حضرات کو بے حس، غیر مستقل، متزلزل الاقدام، بد دماغ، پست
ہمت، اور علمائے کرام کو معطل، ناکارہ، بے عقل، سیاست سے بالکل بے بہرہ، فکر
و تامل سے کورا، دوسروں کا سہارا لینے والا، انگریزی خواں گروہ کی آلۂ کار بنا الا ماشاء اللہ و صیل کرنے والا
(رد نمبر ۹۱) غرضیکہ محض بیکار و فضول ٹھہرایا ہے بلکہ یہاں تک جوش میں بھر گئے کہ گورنمنٹی یونیورسٹیوں

رد نمبر ۹۲

رد نمبر ۹۳

سے مدارس عربیہ دینیہ کا الحاق نہایت مفید، بہتر اور نتیجہ خیز لکھا یارا یعنی دینی مدارس اور عربی تعلیم گاہیں تو ان فوائد و ثمرات نتائج و ثمرات سے قطعاً محروم ہیں۔ اُن میں یہ سُود مند بہترین تعلیم کہاں اُن میں اس خوبی اور عمدگی کا وجود کہاں اُن سے یہ تاثیر کہاں حاصل اُن کی خواندگی میں یہ امور کب داخل ہیں ہاں اگر وہ گورنمنٹ یونیورسٹیوں سے ملحق ہو جائیں اُن کو بھی امداد ملنے لگے تو وہ بھی انگریزی اسکولوں اور کالجوں کی طرح ان صفات حمیدہ سے موصوف ہو جائیں۔ اُن کے طلبہ میں بھی قلبی محبت دلی الفت پیدا ہو جائے وہ بھی بیدار مغز، روشن دماغ، عالی خیال، مستقل مزاج، ثابت قدم، صاحب جرأت و ہمت، ایثار و قربانی سے دریغ نہ کرنے والے ہو جائیں اُن مدارس کے تعلیم یافتہ بھی حکومت سے خائف نہ ہوں اپنے حقوق و مطالبات پیش کریں قید کی مصیبت ہر قسم کی آفت ہر طرح کی تکلیف و مشقت برداشت کرنے کو آمادہ ہو جائیں مسلسل و پیہم سرگرم کار رہیں متواتر کوشش جاری رکھیں برابر اپنا کام کئے جائیں۔ بغیر الحاق و اخذِ امداد کے یہ ثمرہ نہیں مل سکتا۔ گورنمنٹی یونیورسٹی سے ہی یہ برکات حاصل ہو سکتے ہیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ ملاحظہ کیجئے کہاں تو وہ مذہبی جوش و خروش کہ مغربی علوم کو باعثِ نقصان مذہب، وجہ ضررِ دین، سبب خرابی عقائد اور لغو و بیکار لکھا اور کہاں یہ انگریزی تعلیم پر شیفتگی کہ اسی پہ بہتری کا دار و مدار اُسی میں ساری خوبیوں کا انحصار ٹھہرایا اور عربی تعلیم کو مہمل و بے فائدہ کہنے کے لیئے مستعد ہو گئے۔ ایں چہ بوالعجبی ست۔ انقلاب عالم بھی عجیب شئے ہے۔ گردشِ زمانہ بھی بڑی چیز ہے۔

استعانت بالہنود | دینی و مذہبی امور خصوصاً جہاد میں مشرکین و ہنود و کفار سے استعانت کو اس کتاب میں علامہ بہاری صاحب نے جابجا مکروہ، ناجائز، ممنوع، حرام لکھا ہے چنانچہ النور صفحہ ۲۱۸ پر ارقام فرماتے ہیں، "چند احادیث شریفہ نقل کرتا ہوں تاکہ اچھی طرح معلوم ہو جائے کہ دینی امور میں

جبکہ کفار سے مدد لینا مکروہ ہے تو دین کافر کی مدد مسلمان کے لیئے کب جائز ہو سکتی ہے"
پھر صفحہ ۲۲۲ میں لکھتے ہیں" کافر کی مدد امور دینی میں خصوصاً جہاد میں قبول کرنے سے
پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے باصرار تمام انکار فرمایا ہے" یہاں تک کہ ہندوؤں سے چندہ
لینا مالی امداد قبول کرنا بھی آپ نے استعانت ممنوعہ میں داخل اور موالات حقیقی میں
شامل ٹھہرایا ہے - عبارت ملاحظہ ہو" اس موقع پر بھی اگر اس خدمت دینی کی سعادت
صرف مسلمانوں کے حصّہ میں مخصوص رکھی جاتی" تو کیا کفر و حرام ہوتا اگر مسلمان کافی سرمایہ
آپ کی عشرت پرستی کے لیئے جمع نہ کرتے تو آپ ہی اپنی بعض لذّتوں کو قربان کر دیتے
ارتکاب محرّمات شرعیہ اور اسراف بیجا سے محفوظ بھی رہتے اور ہندوؤں سے استعانت
بھی نہ ہوتی جو موالات حقیقی ہے صفحہ ۲۱۴) مگر تھوڑے ہی آگے چلکر اپنی ان تمام عبارات
و مفہومات کے خلاف جملہ احکام کے برعکس تحریر فرماتے ہیں - کفار سے مالی مدد لینے کو نہ صرف
جائز بلکہ رسول اکرم صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کا فعل مبارک بناتے ہیں" کفار سے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی مدد قبول فرمائی ہے مثلاً جنگ حنین کے موقع
پر صفوان بن اُمیّہ سے مجاہدین کے لیئے زرہیں عاریتہً لے گئی تھیں آپ کو بھی اختیار
ہے کہ کفار سے اسلحہ وغیرہ عاریتہً لیجئے صفحہ ۲۲۳) نہیں نہیں صرف مالی امداد قبول کرنا
ہی جائز نہ بنایا بلکہ جہاد میں مسلمانوں کے ہمراہ کافروں کا لڑنا بھی صحیح و درست،
نہ فقط صحیح و درست بلکہ محبوب خدا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و علی آلہ وبارک
وسلم کا مقدس فعل ٹھہرایا - اس عبارت مذکورہ کے بعد ہی متصلاً لکھا" یا جنگ خیبر میں
یہود یان بنی قینقاع کو داخل لشکر فرمایا تھا" اب ہم جناب بہاری صاحب سے دریافت
کرتے ہیں کہ کہیں تو آپ استعانت بالکفار کو ناجائز بتاتے ہیں اور کہیں اس کی اجازت
دیتے ہیں - کہاں تو جناب نے کفار و مشرکین کی مالی و جانی مدد قبول کرنے کو مکروہ و ممنوع
فرمایا اور کہاں اس کے جواز کا فتوے دیدیا - یہ بھی واضح رہے کہ ایک مقام پر تو آپنے

اختلاف نمبر ۹۴ و ۹۵

اختلاف نمبر ۹۶ و ۹۷

وہ احادیث شریفہ نقل کی ہیں جن کا مضمون یہ ہے کہ کافروں نے آکر خود اپنے آپ کو
رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دربار اقدس میں پیش کیا اور جہاد و غزوات میں
آپ کے ہمرکاب ہوکر لڑنے کے لیئے آمادگی ظاہر کی اور آپ کی ہمراہی میں جنگ و
قتال کرنے دوسرے کفار سے لڑنے کے واسطے عرض کیا لیکن حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ
والتسلیم نے بہ اصرار تمام انکار کیا اور ارشاد فرمایا کہ ہم مشرکوں کی مدد نہیں لیتے، پلٹ
جائیں ہرگز مشرک سے مدد نہ لونگا۔ ملاحظہ ہو صفحہ ۲۱۸ تا صفحہ ۲۲۰۔ پھر دوسرے مقام
پر آپ نے دو واقعے ایسے نقل کیئے ہیں جن کا مفہوم یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم نے کافروں سے مالی مدد لی، ان کو جہاد میں شامل اور لشکر اسلام میں داخل فرمایا
ملاحظہ ہو صفحہ ۲۲۳۔ اگر ان دونوں واقعات سے یہ نہ بھی ثابت مانا جائے کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے کفار سے بطور خود مدد چاہی تھی بلکہ صرف اسی قدر تسلیم کیا جائے کہ
کافروں نے اپنے آپ مدد دی تھی اور حضور نے ان کی مدد کو قبول فرمایا تھا تب بھی
اوپر کی احادیث شریفہ اور ان روایات و واقعات میں نمایاں اختلاف اور واضح تعارض
معلوم ہوتا ہے۔ جناب پر لازم تھا کہ دونوں قسم کی روایتوں میں تطبیق دیتے، ہر ایک
کی کوئی صحیح تاویل کرتے جس سے دونوں میں تخالف معلوم ہوتا یا دونوں طرح کی روایات
واحادیث میں سے جو حدیثیں بعد کو ہوئیں انہیں ناسخ مانتے اور پہلے والی روایتوں
کو منسوخ تسلیم کرتے۔ جبکہ علامہ بہاری صاحب نے دو مضمون کی احادیث اور
دو مختلف قسم کے واقعات لکھکر اسی طرح چھوڑ دئے کوئی توضیح مراد اور تفصیل حقیقت
نہیں کی تو بیچارے عوام کس طرح صحیح حکم کو دریافت کرسکتے ہیں اور حقیقت واقعی تک
ان کی رسائی کیونکر ہوسکتی ہے۔

اختلاف نمبر ۹۸

ابہام واہمال نمبر ۹۹ و ۱۰۰

جزوِ سوم

مولوی سلیمان اشرف صاحب سے فیصلہ نما سوالات

یہ جزو اُن سوالات پر مشتمل ہے جو رسالہ النور کے اقوال و دعاوی پر پیدا ہوتے ہیں۔ اگر مولوی صاحب موصوف انصاف و دیانت کو کام میں لاکر ان کا صحیح صحیح جواب عطا فرمائیں گے تو ان شاء اللہ القادر المقتدر حضرات اہل اسلام کو واقعات حاضرہ کی انکشاف حقیقت میں نہایت فائدہ بخش ہوگا اور مسائل مبحوث عنہا کے متعلق بہتر فیصلہ ثابت ہوگا۔ اصل مضمون شروع کرنے سے پہلے جناب مولوی صاحب

التماس نمبر ۱۰۱

بہاری کی خدمت میں یہ عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ (۱) ارشاد باری تعالےٰ ولا تکتموا الشہادۃ ومن یکتمہا فانہ آثم قلبہ (گواہی کو نہ چھپاؤ اور جو اس کو پوشیدہ رکھے گا اس کا دل گنہگار رہے) اور مضمون حدیث الساکت عن الحق شیطان اخرس

نمبر ۱۰۲ و ۱۰۳

(حق سے خاموش رہنے والا شخص گونگا شیطان ہے) کو یاد رکھئے (۲) ان سوالات کو مجادلہ، مکابرہ، بیجا تعصب و الزام تصور نہ فرمایئے (۳) جو صحیح جواب ہو تحریر

نمبر ۱۰۴

فرما دیجئے۔ اس میں کسی کی جانب داری یا اپنی سخن پروری نہ ہو (۴) سائل کو بے بضاعت و گمنام سمجھکر جواب سے اعراض نہ کیجئے۔ یہ مذہب و ملت کا سوال ہے کچھ دنیوی ذاتی سوال نہیں۔ یہ عرض وضوح حق کی غرض سے کی گئی ہے۔ مباحثہ و مناظرہ منظور

نمبر ۱۰۵

نہیں (۵) جو کچھ ارشاد ہو صاف ارشاد ہو۔ ہر ایک سوال کا جواب "ہاں" یا "نہیں" مدلل عطا ہو۔ عبارت میں اغلاق، ابہام، اجمال، اقتصار، اہمال، اور پیچیدگی نہو کہ مقصود

نمبر ۱۰۶

اصلی معدوم ہو جائے (۶) اگر کسی سوال کا صحیح جواب معلوم نہ ہو تو صاف لکھدیجئے کہ

نمبر ۱۰۷

مجھے اس کا علم نہیں۔ اس میں علماء کی کسر شان نہیں بلکہ علو قدر ہے (۷) جناب والا بذات خاص زحمت گوارا کریں۔ خود ہی جواب مرحمت فرمائیں۔ کسی اور صاحب

کے جواب کی ضرورت نہ اس پر کوئی فائدہ مترتب۔ اگر کسی دوسرے کے نام سے جوابات ہوں گے تو جناب پر اس امر دینی کا مطالبہ باقی رہے گا۔

والسلام علی من اتبع الھدیٰ

یہود و نصاریٰ | اگرچہ یہ بھی کافر ہیں ان کی توحید بھی تثلیث میں گم ہو گئی ہے الخ (النور صفحہ ۵۴)

سوال نمبر ۱۰۸ — سوال (۱) کیا یہود بھی تثلیث کے قائل ہیں (۲) اگر قائل ہیں تو حوالہ تحریر فرمایئے

نمبر ۱۰۹ — (۳) آپ نے جو آیت لکھی ہے قالت الیھود عزیر ابن اللہ وقالت النصاریٰ

نمبر ۱۱۰ — مسیح بن اللہ یہ کس پارہ کس سورت میں ہے۔ یہ عربی عبارت بعینہا آپ کے

نمبر ۱۱۱ — رسالہ سے نقل کر دی گئی ہے اس کے تمام الفاظ ذہن نشین رہیں (۴) نصاریٰ کے

نمبر ۱۱۲ — زمانہ جو تثلیث کے قائل ہیں یونہی وہ یہود جو حضرت عزیر علیہ السلام کی الوہیت

کے قائل ہوں اُن کی عورتوں سے جوازِ نکاح قرآن کریم احادیث شریفہ اور اقوال فقہاء عظام سے ثابت کیجئے (۵) آیۂ کریمہ وقالت الیھود عزیر بن اللہ وقالت النصاریٰ المسیح بن اللہ کے آخر میں جو ارشاد ہے سبحانہ وتعالیٰ عما یشرکون کیا اس سے صاف ظاہر نہیں کہ حضرت عزیر و مسیح علیہما الصلوٰۃ والسلام کو ابن اللہ ماننے والے یہود و نصاریٰ مشرک ہیں اور ان پر مشرکین کے احکام جاری ہیں کہ اُن کی عورتوں سے

نمبر ۱۱۳ — نکاح ناجائز اُن کا ذبیحہ حرام (۶) ایسے یہود و نصاریٰ سے تعلقاتِ نکاح وغیرہ کی سبب کوئی ضرورت نہیں تو احتیاط کیا ہے۔

ولا کے معنے | دو چیزوں میں ایسا اتصال و وصال کہ حد فاصل اُٹھ جائے امتیاز تغائر مٹ جائے اور ایک دوسرے پر محمول ہو سکیں صفحہ ۶۴

سوال نمبر ۱۱۴ و ۱۱۵ — سوال (۱) کیا ولا رسول عنہ کے مفہوم میں یہ بھی داخل ہے کہ ایک شے دوسری

نمبر ۱۱۶ — پر محمول ہو سکے (۲) اگر داخل ہے تو اس کا ثبوت مرحمت ہو (۳) اگر ایک دوسرے

نمبر ۱۱۷ — پر محمول نہ ہو سکے تو ولا کا اطلاق صحیح ہے یا نہیں (۴) زید بکر سے موالات رکھتا ہے کیا اس

نمبر ۱۱۸ — کے یہ معنی ہیں کہ زید بکر ہے (۵) موضوع و محمول میں تغائر ہوتا ہے یا نہیں۔

غیر مسلم کی قسمیں | مسلم کی نسبتیں غیر مسلم کے ساتھ چار قسم کی ہو سکتی ہیں غیر مسلم ذمی ہو۔ غیر مسلم خراج گذار رعایا ہو الخ صفحہ ۶۶

نمبر ۱۱۹ — **سوال** (۱) یہ چاروں نسبتیں کتب فقہ کے حوالے سے ثابت کیجئے (۲) غیر مسلم ذمّی اور

نمبر ۱۲۰ — خراج گذار رعایا میں کیا فرق ہے (۳) ذمّی کی تعریف کیا ہے۔

نمبر ۱۲۱

موالات | فسّاق فجار سے بھی ولا منع ہے ایک مومن اسی پر مامور ہے کہ وہ موالات ایک مومن ہی سے رکھے صفحہ ۶۷

نمبر ۱۲۲ — **سوال** (۱) وہ مسلمان جو تمام احکام دین کو دل سے درست مانتے ہیں مگر اپنی شامت سے

نمبر ۱۲۳ — فسق و فجور میں مبتلا ہو جاتے ہیں کیا اُن سے ولا و محبت قطعاً ممنوع ہے (۲) کیا فاسق

نمبر ۱۲۴ — و فاجر لوگ مومن نہیں (۳) ایسے لوگوں اور کفّار و مشرکین یہود و نصاریٰ کے موالات

میں کچھ فرق ہے یا دونوں کا ایک حکم ہے۔

امداد کالج | انصاف شرط ہے کہ اسکول اور کالج جو اپنا ہی روپیہ واپس لیں جسے حکومت نے اسی مقصد تعلیم کے لیے لیکر جمع کیا تھا اُس کی واپسی موالات میں شمار ہو صفحہ ۷۱۔ مسلمان جو اپنا روپیہ واپس لیں یہ موالات قرار پائے صفحہ ۷۷

اسکول و کالج کا امداد لینا کونسی قسم میں داخل ہے صفحہ ۷۹۔ صیغہ تعلیم میں جو روپیہ اپنا جمع کردہ گورنمنٹ سے واپس لیا جاتا ہے وہ موالات کیونکر ہو سکتا ہے صفحہ ۸۱ فرضی و اختراعی دعوت حق کے مدعی کفار ہند سے موالات کر رہے ہیں یا تعلیم گاہیں جو روپیہ لے رہی ہیں وہ نصاریٰ سے موالات کر رہی ہیں صفحہ ۸۵۔ امدادی روپیہ جو درسگاہوں کو ملتا ہے کیا اس سے عیسائیت و نصرانیت کی تائید و تقویت ہوتی ہے صفحہ ۸۶

سوال (۱) گورنمنٹ جو روپیہ کالجوں اسکولوں کو دیتی ہے اس میں کوئی شرط

لگائی ہے یا نہیں (۲) جس آزادی کے ساتھ مسلمانوں کا دیا ہوا روپیہ اور چندہ خرچ ہوسکتا ہے گورنمنٹ کا دیا ہوا روپیہ صرف ہوسکتا ہے یا نہیں (۳) کیا ان کولوں میں مسلمان اپنی منشا کے مطابق تمام کتابیں نصاب میں رکھ سکتے ہیں (۴) کیا محض اسی امداد کے سبب ان میں کفار نصاریٰ کی تعظیم نہیں کرنی پڑتی (۵) گورنمنٹ اس کو "امداد" اور "عطیہ" کہکر دیتی ہے یا خود مسلمانوں کے روپیہ کی واپسی کہکر دیتی ہے (۶) کیا اس روپیہ کی وجہ سے وہ کتب تاریخ مجبوراً نہیں پڑھنا ہوتیں جن میں حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور مذہب اسلام پر معاندانہ اعتراض ونکتہ چینی اور خلاف واقعہ امور لکھے ہوتے ہیں (۷) کیا ہر موقع ہر محل پر دیگر مسائل بحوث عنہا وحالات موجودہ میں سب سے زائد اہم سب سے ضروری صرف امداد کالج ہی کا مسئلہ ہے (۸) کیا ترکِ موالات کی باقی تمام دفعات آپ کے نزدیک ایسی غیر ضروری ہیں کہ ان پر بحث کرنے کی ضرورت ہی نہیں تمام باتوں کو چھوڑ کر آپ عطیہ وامداد ہی کا بار بار ذکر فرماتے ہیں یا مضمون من احبّ شیئاً اکثر ذکرہ اور می نزاود بزبان اینچہ درآرزو دل ست" اور" ہر پھر کے دائرہ ہی میں رکھتا ہوں میں قدم" اور" جس کا کھائیے اس کا گائیے" ظاہر وآشکارا ہو رہا ہے۔

نمبر۱۲۶ نمبر۱۲۷ نمبر۱۲۸ نمبر۱۲۹ نمبر۱۳۰ نمبر۱۳۱ نمبر۱۳۲

موالات صوری مفسر اندلسی نے معاشرت اور کاروباری زندگی کے متعلق بھی یہ فیصلہ کر دیا کہ یہ امور موالات صوری ہیں منہی عنہ موالات حقیقی ہے۔ نہ کہ موالات صوری صفحہ ۴۷۔

سوال (۱) کیا مفسر اندلسی نے کفار کی ملازمتوں کو بھی جائز بتایا (۲) مفسر اندلسی علیہ الرحمہ نے کفار سے مدد لینے کے بارے میں جو فرمایا والاستعانۃ بھم کالاستعانۃ العزیز بالذلیل کالادنی بالاوضع اور اس کا ترجمہ جناب نے خود لکھا کہ" ان سے مدد لینا جیسا کہ عزیز ذلیل سے یا صاحب منصب کم رتبہ سے مدد لیا کرتا ہے" کیا اس سے وہ مدد جو کالجوں اسکولوں میں کفار سے لیجاتی ہے

نمبر۱۳۳و۱۳۴

وہ کم رتبہ و ذلیل کافروں سے آپ کو عزیز و صاحب منصب سمجھکر ملتی ہے (۳) کیا اس کے برعکس آپ ذلیل اور کم رتبہ بن کر اُن کو صاحب منصب اور ذی عزت خیال کرکے امداد حاصل نہیں کیجاتی (۴) اگر پہلی صورت نہیں ہے بلکہ اس کے خلاف دوسری صورت ہی توحسب تصریح مفسّر اندلسی رح یہ قبول امداد ناجائز ثابت نہیں ہوئی۔

نمبر ۱۳۵

نمبر ۱۳۶

امدادِ کفار تفسیر ابن جریر میں ہے اللہ برتر کی طرف سے مسلمانوں کو یہ حکم امتناعی دیا گیا ہے کہ اے ایمان والو کفار کو اپنا مددگار نہ بناؤ باین طور کہ ان کے دین سے محبت رکھتی ہو مومنین کے سوا کفار کی مدد کرتے ہو تاکہ مسلمانوں کو نقصان و مضرت پہنچے یا مسلمانوں کے اسرار اور بھیدوں پر کفار کو باخبر کرتے ہو الخ صفحہ ۷۹، و ۸۰

سوال (۱) مخالفین ترکِ موالات نصاریٰ کی ملازمتیں کرکے، اُن سے مالی امداد لیکر اُن کے علوم و فنون کو جو مخالفِ دین ہیں ترویج دیکر، اُن کو جنگ کا چندہ دیکر، قرضۂ جنگ دیکر یا دلوا کر، فوج میں بھرتی ہوکر یا دوسروں کو ترغیب دیکر کفار کی مدد کرتے ہیں یا نہیں (۲) نصاریٰ کی اشیا خرید کر اُن کو نفع پہنچاتے ہیں یا نہیں (۳) ان تمام باتوں سے مسلمانوں کو عموماً اور خلیفۃ المسلمین کو خصوصاً ضرر و نقصان ہوتا ہے یا نہیں (۴) حامیان نصاریٰ علماء عوام مسلمانوں کے اسرار اور بھیدیہ کافروں کو باخبر کرتے ہیں یا نہیں (۵) جبکہ ترکِ موالات نصاریٰ کی فرضیت سے حامیانِ نصاریٰ کو بھی مفر نہیں جبکہ تجارت وغیرہ تعلقات نصاریٰ سے قطع کرنا مجبوراً اُن علماء کو بھی جائز ماننا پڑتا ہے تو پھر اس کی مخالفت کرکے، ترکِ موالاتِ نصاریٰ میں دور از کار پیچیدگیاں پیدا کرکے، اس کے خلاف میں رسائل و اشتہارات و فتاویٰ چھاپ کر نصاریٰ کو مدد اور اہلِ اسلام کو ضرر پہنچاتے ہیں یا نہیں۔

نمبر ۱۳۷

نمبر ۱۳۸

نمبر ۱۳۹

نمبر ۱۴۰

نمبر ۱۴۱

واقعہ حضرت حاطب رض حضرت حاطب رض کے واقعہ نے سورج کی روشنی میں دکھا دیا کہ فرضی و اختراعی دعوتِ حق کے مدعی کفار ہند سے موالات کر رہے ہیں یا تعلیم گاہیں جو روپیہ لے رہی ہیں وہ نصاریٰ سے موالات کر رہی ہیں۔

حضرت حاطبؓ کفار کے خیر طلب ہرگز نہ تھے لیکن ان کا یہ فعل ایسا تھا کہ اگر کفار مکّہ کا کوئی جاسوس ہوتا جیسے اس راز و مشورہ کی خبر ہو جاتی تو وہ بھی یہ ہی کرتا یہ فعل جاسوس کفّار یا مخلص کفار کے فعل پر محمول ہو سکتا ہے الخ صفحہ ۸۵

نمبر ۱۴۲ و ۱۴۳

سوال (۱) علمار کرام خدّام خلافت نے مسلمانوں کے خلاف کن کافروں کی خیر خواہی کی (۲) خادمانِ خلافت اسلامیہ نے اہلِ اسلام کی کونسی خبریں جاسوس بنکر کافروں کو پہنچائیں

نمبر ۱۴۴

(۳) خدام خلافت مقدسہ نے حضرت سلطان اعظم خلیفۃ المسلمین خلد اللہ تعالے ملکہ و سلطنتہ کے ساتھ ہمدردی کی یا نہیں

نمبر ۱۴۵

(۴) حضراتِ علمائے کرام خلافت کے خدام نے کفار نصاریٰ کے خلاف تمام اہلِ اسلام کی فلاح وصلاح کی تدابیر نکالیں یا نہیں

نمبر ۱۴۶

(۵) مخالفین نے مسلمانوں کے خلاف کفار نصاریٰ کی خیر طلبی کی یا نہیں

نمبر ۱۴۷

(۶) خلیفۃ المسلمین کے مقابلہ میں نصاریٰ کو فوجی۔ مالی۔ قدمی۔ قلمی مدد دی یا نہیں (۷) اہل اسلام کی خبریں حکّام نصاریٰ تک جاسوس بنکر پہنچائیں یا نہیں

نمبر ۱۴۸

(۸) حکام نصاریٰ کے ذریعے سے حامیانِ اسلام و خیر خواہان خلیفۃ المسلمین کے اخراج و توہین و تذلیل میں کوشش کی یا نہیں

نمبر ۱۴۹

۔ خصوصیت کے ساتھ اس سوال کا جواب انصاف و دیانت سے خدائے قدوس اور اُس کے رسول مقدس کو پیش نظر رکھکر دیجئے

نمبر ۱۵۰

(۹) جو مسلمان بصیغۂ خفیہ مسلمانوں کے اسرار اُن کے مجالس دینیہ کے حالات کفار نصاریٰ تک پہنچاتے ہیں اُن کے لیئے از روئے شریعت غرّا کیا حکم ہے

نمبر ۱۵۱

(۱۰) کیا سوال نمبر ۵ و ۶ و ۷ و ۸ کے واقعات میں حضرت حاطب رضی اللہ تعالے عنہ کے واقعہ سے کالشمس فی نصف النہار روشن و آشکار نہیں کہ ان امور کے مرتکب قطعًا و یقینًا نصاریٰ سے موالات کر رہے ہیں اُن کے یہ افعال جاسوس کفّار یا مخلص کفّار کے فعل پر محمول ہیں۔

آیہ کریمہ لا ینھٰکم اللہ الآیہ	جس آیت کے یقینًا مراد میں صحابہ اور تابعین کا اسقدر اختلاف ہو اس کو اصولی تقسیم قرار دینا کس قدر

انصاف و دیانت کا خون کرنا ہے صفحہ ۸۸

نمبر ۱۵۲ سوال (۱) جن آیات کی مراد میں حضرات صحابہ و تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اختلاف ہے کیا اُن میں کسی ایک قول کو ترجیح دینا صحیح ماننا انصاف و دیانت کے خلاف ہے (۲) کیا ایسی آیات سے مسائل و احکام کا استنباط انصاف و دیانت

نمبر ۱۵۳ کا خون کرنا ہے (۳) حضرات حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو اصولی تقسیم

نمبر ۱۵۴ قرار دیا ہے یا نہیں (۴) ہدایہ درمختار رد المحتار وغیرہ کتب فقہیہ معتبرہ میں اہل ذمہ کے

نمبر ۱۵۵ لیئے وصیت جائز اور اہل حرب کے لیئے باطل بتا کر اسی آیہ کریمہ سے استدلال فرمایا

نمبر ۱۵۶ ہے یا نہیں (۵) اگر فرمایا ہے تو بقول جناب آُنھوں نے انصاف و دیانت کا خون کیا یا نہیں۔

نسخ اس آیہ کریمہ (لا ینھٰکم اللہ) کو کسی نے ناسخ اُن آیات متعددہ کثیرہ کا قرار نہیں دیا جن میں عدم موالات کا حکم مطلقاً کفار سے وارد ہے۔ کوئی ضعیف سی ضعیف روایت بھی ایسی نہیں پائی جاتی جس میں یہ مروی ہو کہ لم یقاتلوکم ولم یخرجوکم من دیارکم کی قید نے مطلق کو مقید کر دیا صفحہ ۸۸

نمبر ۱۵۷ سوال (۱) کیا ایسی روایات کا پایا جانا ضروری ہے جس میں یہ تصریح ہو کہ اس قید

نمبر ۱۵۸ نے مطلق کو مقید کر دیا اور اس آیت نے دیگر آیات کو منسوخ ٹھہرا دیا (۲) اُن آیات متعددہ کثیرہ میں جو عدم موالات کا حکم کفار سے ہے تو آیا عدم موالات سے صرف یہی مراد ہے کہ کافروں کے ساتھ دل سے محبت نہ رکھو یا یہ بھی مراد ہے کہ جو افعال اس قسم کے ہوں

نمبر ۱۵۹ کہ محبت پر دلالت کرتے ہوں بظاہر موالات معلوم ہوتے ہوں وہ بھی کفار کے ساتھ نہ کرو (۳) اگر اس قسم کے افعال بھی اس حکم میں داخل اور ممنوع ٹھہرائے گئے تو اس آیہ

نمبر ۱۶۰ لا ینھٰکم اللہ میں یہ ارشاد کہ اُن کافروں کے ساتھ بر و قسط نیکی و احسان کرنے کی اجازت ہے جو مسلمانوں سے مذہبی جنگ نہ کریں" اُس مطلق حکم کو مقید فرما رہا ہے یا نہیں (۴) اگر ہم آپ کو ایسی صریح عبارت دکھا دیں تو آپ اپنے اقوال سے علی الاعلان رجوع

کرنے کو تیار ہیں۔

توضیح آیات کفار سے موالات کے لئے حق سبحانہ نے منع فرمایا تھا بعض اصحاب جن میں سے ایک حضرت حاطب رضی ہیں مفہوم موالات کے سمجھنے میں خطاء اجتہادی کے مرتکب ہوئے لیکن حق سبحانہ نے جب اُن کے فعل کو ولا اور وداد دونوں لفظوں سے یاد فرمایا اور پھر آیت مابعد میں ارشاد ہوا ان یثقفوکم الآیہ اب مسلمان یہ سمجھے کہ عام کفار کے ساتھ کسی طرح کا معاشرتی تعلق بھی رکھنا داخل موالات ہے وہ کفار جن کے حقوق خدمت قرابت کے سبب تھے مثلاً والدین وغیرہ اب وہ بھی باطل ہوگئے اسی بنا پر حضرت اسماء نے اپنی ماں قتیلہ کے جو مشرکہ تھیں حقوق مادری سے اعراض فرمایا حق سبحانہ نے اب اس مسئلہ کو بالکل صاف فرما دیا۔ مخالفین اسلام کی دو قسمیں قرار دیکر ہر ایک کا حکم ارشاد فرمایا مسلمانوں نے آیہ کریمہ لن تنفعکم ارحامکم ولا اولادکم سے یہ سمجھ لیا تھا کہ جس طرح موالات حقیقی ممنوع ہے اسی طرح موالات صوری بھی منہی عنہ ہے آیہ لا ینھاکم اللہ الخ نے اس غلطی کی تصحیح فرما دی الخ صفحہ ۹۲ و ۹۳۔

سوال (۱) یہ تفصیل کہ "بعض اصحاب سے مفہوم موالات کے سمجھنے میں خطائے اجتہادی ہوئی اُس کا ازالہ آیہ لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء الآیہ اور ان یثقفوکم الآیہ سے کیا گیا پھر اس کے معنے سمجھنے میں بھی بعض اصحاب سے غلطی ہوئی اور معاشرتی تعلق رکھنے کو ناجائز سمجھ لیا تب آیہ لا ینھٰکم اللہ سے اس کی تصحیح فرمائی گئی" آپ نے کہاں سے لکھی ہے کسی معتبر تفسیر کا حوالہ تحریر فرمایئے (۲) حضرت حاطب رضی سے جو واقعہ ظہور پذیر ہوا وہ موالات حقیقی تھی یا موالات صوری (۳) اگر موالات حقیقی تھی تو کسی مستند کتاب کی عبارت لکھیئے (۴) اگر موالات صوری تھی تو آیہ لا تتخذوا عدوی الآیہ اور لن تنفعکم ارحامکم الآیہ موالات حقیقی سے منع فرمانے کے لئے نازل

نمبر ۱۶۱
نمبر ۱۶۲
نمبر ۱۶۳
نمبر ۱۶۴

نمبر ۱۶۴ ہوئیں یا صوری سے (۵) اگر موالات حقیقی سے منع فرمانے کو نازل ہوئیں تو مفاد کیا ٹھہرا
نمبر ۱۶۵ اور نتیجہ کیا مترتب ہوا اور واقعہ سے کیا مناسبت و مطابقت ہوئی (۶) اور اگر لا تتخذ وا
نمبر ۱۶۶ اور لن تنفعکم موالات صوری سے منع فرمانے کو نازل ہوئیں تو آیہ لا ینھٰکم اللہ سے کس
نمبر ۱۶۷ غلطی کی تصحیح فرمائی گئی (۷) سوا حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اور کون اصحاب ہیں
نمبر ۱۶۸ جو مفہوم موالات کے سمجھنے میں خطائے اجتہادی کے مرتکب ہوئے (۸) جن کے فعل کو اللہ سبحانہ
نے ولا و وداد سے یاد فرما کر متنبہ کیا۔

علامہ ابن جریر کی عبارت حکیم حافظ محمد اجمل خاں صاحب نہایت غیظ و غضب میں ناتمام عبارت ابن جریر کی نقل فرما کر یہ نتیجہ استخراج فرماتے ہیں کہ "اگر اس کے بعد بھی یہ کہا جائے کہ نہیں مسلمانوں کو ہندوستان کی دوسری قوموں کے ساتھ بھی ترک موالات کرنی چاہیئے تو اب کہنے والوں کو خدا ہی بہتر سمجھا سکتا ہے"

طرفگی یہ کہ برّ و اقساط کا صحیح ترجمہ خود بالائی سطروں میں حکیم صاحب نے احسان و انصاف تحریر فرمایا ہے لیکن استخراج نتیجہ میں موالات کو برّ و اقساط کا مرادف قرار دیکر عوام کو نہایت شرمناک دھوکا دینے کی کوشش کی ہے صفحہ ۹۵

نمبر ۱۶۹ **سوال** (۱) کیا برّ و اقساط موالات کے تحت میں داخل نہیں (۲) کیا اوپر برّ و اقساط
نمبر ۱۷۰ کا ذکر خود اس امر کی دلیل نہیں کہ موالات سے مراد وہی برّ و اقساط ہے اور ترک موالات سے
نمبر ۱۷۱ مقصود ترک تعلقات نیکی و احسان ہے (۳) کیا خود جناب نے برّ و اقساط کو اس رسالہ
کے مختلف مقامات میں خصوصاً صفحہ ۹۳ پر تصریح کے ساتھ موالات نہیں لکھا۔ اپنی عبارت ملاحظہ فرمایئے "موالات حقیقی تو ہر کافر سے ہر حال میں منہی عنہ ہے لیکن ہاں موالات
نمبر ۱۷۲ صوری مثل برّ و اقساط اس کی بعض اجازت ہے" (۴) حکیم صاحب نے کب موالات کو برّ و اقساط کا مرادف لکھا۔

تحریف آیت یہ ہے حقیقت اس آیت کی اور یہ ہے کلمہ حق سبحانہ کا جسے محرّف

بنا کر لیڈر اور ان کے مقلّد علما نہایت دھوم دھام سے بیان کرتے ہیں مسلمانوں کو تلقین کرتے ہیں کہ کفار و مشرکین سے موالات رکھو وداد و محبت پیدا کرو بلکہ اُن کے غلام بن جاؤ صفحہ ۹۶

نمبر ۱۷۳ سوال (۱) کن علمائے مسلمانوں کو تلقین کی ہے کہ مشرکین سے وداد و محبّت پیدا کرو اُن کے غلام بن جاؤ۔ بحوالہ تحریر فرمائی (۲) آپ جیسے علما حامیانِ نصاریٰ ایسے

نمبر ۱۷۴ امور کی تلقین کرتے ہیں یا نہیں جن سے کفار نصاریٰ کی غلامی لازم ٹھہرتی ہے (۳)

نمبر ۱۷۵ ان علمار نے تحریف کی ہے یا جناب والا نے آیہ لا ینھٰکم اللہ الخ کا وہ مطلب بیان کر کے تحریف کی ہے جو خود قرآن کریم کے مفاد و مقصود کے خلاف، تفاسیر معتبرہ کے خلاف، اقوال ائمہ حنفیہ رحمہم اللہ کے خلاف۔

آیہ انما ینھٰکم اللہ | خود قرآن شریف کے الفاظ دیکھئے اور پھر اسے سوچئے کہ وہ کافر جس نے مسلمانوں سے قتال فی الدین کیا انہیں گھروں سے نکالا یا ان کے اخراج پر دشمنوں کو مدد پہنچائی اسکے ساتھ نیکی و احسان کا قرآن کریم نے نہ تو حکم صادر فرمایا نہ اسکی ممانعت ہی فرمائی حالانکہ سباق کلام جب یہ تھا کہ جو تم سے دین کے بارے میں نہ لڑے نہ تمہیں مکانوں سے نکالے اُسکے ساتھ نیکی و احسان سے اللہ تعالیٰ منع نہیں کرتا ہے تو اب سباق ہو تا کہ جو تم سے دین کے بارے میں لڑے تمھیں مکانوں سے نکالے اس کے ساتھ نیکی و احسان اور عدل و انصاف کرنے سے اللہ تعالےٰ منع کرتا ہے لیکن قرآن پاک میں جبکہ ایسا نہیں تو کسی کو اس کا کب حق حاصل ہے جو اپنی رائے ناقص اور تمنائے فاسد کو خدا کا فرمان قرار دے یفترون علی اللہ الکذب وھم یعلمون۔

سوال (۱) کیا موالات کی ایک قسم برّ و اقساط نہیں (۲) کیا عام بول کر خاص مراد نہیں لیا جاسکتا (۳) کیا خود قرآن عظیم و احادیث رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم میں جا بجا عام کا اطلاق اور خاص کا ارادہ نہیں فرمایا گیا (۴) کیا خود آپ کے اقرار سے سیاقِ کلام مجید یہ نہیں کہ جو لوگ دین کے بارہ میں لڑیں ان کے ساتھ برّ و اقساط ممنوع ہے (۵) جب سیاق

کے لحاظ سے سیاق بھی ہے تو پھر خدائے قدوس کے کلام مقدس میں یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ

نمبر ۱۸۱ — سباق وسیاق میں اختلاف ہو اور کلام غیر مربوط رہے (۶) جب نہیں ہو سکتا تو کیا خود

قرآن شریف سے ہی ثابت و واضح نہیں کہ مسلمانوں سے دینی مقاتلہ کرنے والوں کے

نمبر ۱۸۲ — ساتھ نیکی و احسان غیر جائز، ممنوع، حرام، نادرست ہے (۷) کیا محققین مفسرین

نے آیۃ انما ینھٰکم اللہ کی تفسیر میں تحریر نہیں فرمایا کہ ایسے لوگوں کے ساتھ جو مسلمانوں سے

نمبر ۱۸۳ — دین کے بارے میں لڑیں بر، اقساط، صلہ، نیکی، احسان ناجائز ہے (۸) کیا ابن عم رسول

اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابی جلیل القدر سلطان المفسرین حضرت عبد اللہ بن عباس

رضی اللہ تعالےٰ عنہما نے اس آیت کی تفسیر یہ نہ فرمائی کہ تولوھم کے معنے تصلوھم ہیں یعنی

نمبر ۱۸۴ — موالات سے مراد صلہ ہے (۹) جب ان حضرات نے یہی تفسیر فرمائی ہے تو کیا انھوں نے

نمبر ۱۸۵ — معاذ اللہ من ذلک اپنی رائے ناقص اور تمنائے فاسد کو خدا کا فرمان قرار دیا (۱۰)

کیا یہ حضرات نعوذ باللہ منہ اس کے مصداق ٹھہرے کہ یقولون علی اللہ الکذب وھم یعلمون اور انہوں نے جان بوجھکر خدائے پاک پر افترا کیا۔

کفار مقاتلین فی الدین

لیکن جو کافر ایسا نہیں بلکہ مسلمانوں کے ساتھ سفّاکی و بے رحمی سے پیش آتا ہے ان سے لڑتا ہے گھروں سے نکالتا ہے اس کے متعلق یہ حکم ہوا کہ اس قسم کا فر سے بھی صرف موالات منع ہے صفحہ ۹۷۔

سوال (۱) پھر دونوں فریق میں فرق کیا رہا (۲) ہر دو آیات میں مناسبت کیا ہوئی

نمبر ۱۸۶ و ۱۸۷ — (۳) ان دونوں آیتوں کا نزول جمہور مفسرین کے قول پر کس وقت اور کس بارہ میں ہوا ہی

نمبر ۱۸۸ — (۴) آپ کے بیان کئے ہوئے معنی کی تقدیر پر شان نزول سے مطابقت کس طرح

نمبر ۱۸۹ — ہوئی۔

نکتہ — موالات مطلقاً کفار سے خواہ وہ مشرک ہوں یا اہل کتاب بار بار بہ تاکید حرام فرما دی گئی لیکن اس جگہ اشد ظلم کافر کا بیان کرکے اُن سے جو موالات منع فرمائی

وہ اس لئے کہ مسلمان ظلم و ستم سے گھبرا کر بے یار و مددگار ہو کر اُن کے دین کی طرف مائل نہ ہو جائیں یا تخریب مسلمین میں اُن کے معاون و مددگار نہ بن جائیں الخ صفحہ ۹۸۔

نمبر ۱۹۰ و ۱۹۱ — **سوال** (۱) یہ نکتہ جناب نے کتب تفسیر سے دیکھ کر لکھا ہے یا اپنے ذہن شریف سے نکالا ہے

نمبر ۱۹۲ — (۲) اگر معتمد مفسرین کرام نے تحریر فرمایا ہو تو سند لکھئے (۳) ظالم کافروں کے ظلم و ستم سے

نمبر ۱۹۳ — گھبرا کر اُن کے دین کی طرف مائل ہونا دل سے کب ہو سکتا ہے (۴) یونہی ان کا مددگار رہنا اُن

نمبر ۱۹۴ — کے جور و ظلم جبر و ستم کی حالت میں دل سے کس طرح ممکن (۵) جب دل سے نہیں اور صرف جبر و اکراہ کے سبب سے ہو تو شرع شریعت کا حکم کیا ہے۔

موالات کے سوا علائق | رہے موالات سے اور علائق اُن کے باب میں قرآن کریم نے سکوت فرمایا اس لیئے کہ باعتبار ماحول اُن کا حکم متغیر ہوا کریگا صفحہ ۹۸۔

نمبر ۱۹۵ — **سوال** (۱) یہ آپ نے کس معتبر تفسیر سے لکھا ہے (۲) ان علائق میں کفار کے ساتھ کھانا پینا

نمبر ۱۹۶ — اُن سے ہاتھ ملانا۔ اُن کی تعظیم کو کھڑا ہونا۔ اُنھیں حضور کہنا۔ اُن کو ڈالی بھیجنا۔ روزانہ سلام کے لیئے حاضری دینا۔ اُن کی خدمت گاری کرنا۔ مسلمانوں کی خبریں خفیہ طور پر یا علانیہ طریقہ

نمبر ۱۹۷ — سے اُنھیں دینا۔ وغیرہ وغیرہ بھی داخل ہے یا نہیں (۳) کیا مسلمانوں سے محاربہ اور دینی مقابلہ کرنے والے کفار کو مالی مدد دینا اور ایسی جنگ کے لیئے اُن کی اعانت روپیہ سے کرنا

نمبر ۱۹۸ — بھی اسی میں شامل ہے (۴) کیا محاربین اسلام کی فوجی خدمت بھی اسی میں داخل ہے۔

فساد و شر | ہاں اگر یہ معلوم ہو کہ کوئی خبیث النفس درگزر اور کریمانہ برتاؤ سے فساد و شر میں زیادہ سرگرم ہو گا یا ہوتا ہے تو پھر قرآن کی اس تعلیم کی تعمیل کا موقعہ ہے ولیجدو فیکم غلظہ کفار و بے دین تم میں کرارہ پن پائیں فاقتلوھم حیث وجدتموھم انہیں جان سے مار ڈالو جہاں کہیں بھی پاؤ صفحہ ۱۰۰

نمبر ۱۹۹ و ۲۰۰ — **سوال** (۱) واقعات حاضرہ اور حالات موجودہ سے کیا ثابت ہو رہا ہے (۲) کفار اُسے

نمبر ۲۰۱ زمانہ ان تمام امور کے مصداق ہیں یا نہیں (۳) اہل اسلام کے ساتھ فساد و شر میں سرگرم و معروف

نمبر ۲۰۲ ہیں یا نہیں (۴) حالت موجودہ پر نظر کرتے ہوئے آیندہ کو ان کے فساد و شر ظلم و ستم جبر و
جور میں زیادہ سرگرم ہونے اور اہل اسلام بالخصوص خلیفۃ المسلمین کو زیادہ مقید و پابند، پریشان
ورسوا کرنے، خلافت اسلامیہ کا اقتدار و اعزاز مٹانے کا خیال بلکہ گمان بلکہ ظن اغلب

نمبر ۲۰۳ بلکہ یقین ہے یا نہیں (۵) اگر ہے تو قرآن کریم کی اس تعلیم و ارشاد کی تعمیل و بجا آوری کا موقع

نمبر ۲۰۴ ہے یا نہیں (۶) اگر موقع ہے تو جناب والا نے اس کے متعلق کیا تحریر فرمایا کونسی کتاب
شائع کی، کس قسم کی کوشش فرمائی، کونسا فتویٰ صادر کیا، کیا تحریک کی، کونسی آواز

نمبر ۲۰۵ بلند کی (۷) اگر کوئی کتاب کوئی تحریر کوئی تحریک کوئی کوشش نہیں فرمائی تو کیوں، کوئی رسالہ

نمبر ۲۰۶ کوئی فتویٰ کوئی حکم شائع نہیں کیا تو کس وجہ سے (۸) اگر اس میں کسی طرح سے آپ نے حصّہ
لیا، جہاد کی فرضیت کا حکم دیا، فاقتلوھم حیث وجدتموھم یعنی کافروں کو جہاں پاؤ جان
سے مار ڈالو کے مطابق نصاریٰ کے قتال کا فتویٰ صادر کیا ہے تو اس کا پتہ دیجئے۔

مفتی مصر شیخ محمد عبدہ رح ان کی جلالت شان مصر میں یہ تھی کہ فضلائے مصر
استاذ الامام اور حکیم الامہ کے لقب سے انہیں یاد
کرتے تھے مصریوں میں اس وقت آثار حیات علو ہمت اور حریت کی جد وجہد جو کچھ پائی
جا رہی ہے انہی کی داغ بیل اسی عالی دماغ کی زبردست تعلیم و تربیت نے ڈالی تھی
صفحہ ۱۰۱

نمبر ۲۰۷ **سوال** (۱) اس وقت مصریوں میں کیا آثار حیات ہیں علو ہمّت اور حریت کی
جد وجہد کیا پائی جاتی ہے (۲) مصر میں مقاطعہ، قطع تعلقات، ترک معاملات،

نمبر ۲۰۸ ہڑتال وغیرہ امور کی تحریک ہے یا نہیں (۳) اگر ہے تو اس کی داغ بیل مفتی شیخ

نمبر ۲۰۹ محمد عبدہ رحمہ اللہ کی رکھی ہوئی ٹھہری یا نہیں (۴) یہ اسی زبردست تعلیم و تربیت

نمبر ۲۱۰ کا اثر اور اسی عالی دماغ کی تحریک کا ثمرہ ہوا یا نہیں (۵) اگر ایسا ہے تو اسی استاذ

نمبر ۲۱۱ وامام کے امر وحکم اور اسی حکیم الامہ کی حکمت عملی سے ان تمام امور کا جواز و استحسان اور ضرورت زمانہ وحالات حاضرہ کے لحاظ سے وجوب عمل ثابت ہوا یا نہیں۔

آیہ شریفہ لا تجد قوما یومنون الآیہ کی تفسیر کرتے ہوئے لفظ موادت کی اس طرح وضاحت فرمائی کہ وہی مشارکت ممنوع ہوگی جس سے اسلام کی رسوائی ہوتی ہو یا اہل اسلام کو اذیت پہنچتی ہو یا مسلمین کی کوئی مصلحت تباہ ہو رہی ہو صفحہ ۱۰۱

نمبر ۲۱۲ **سوال** (۱) انصاف سے فرمایئے کہ جنگی امور کے متعلق مشورہ دینے، مسلمانوں کے مقابلہ کے لیئے تیاری وآمادگی کے اسباب مہیا کرنے اور سامان رسد بہم پہنچانے سے اسلام کی رسوائی ہوتی ہے یا نہیں اہل اسلام کو اذیت پہنچتی ہے یا نہیں مسلمین کی ایک نہیں صدہا مصلحتیں تباہ ہوتی ہیں یا نہیں (۲) دیانت سے کام لیکر بتایئے کہ چندۂ جنگ اور قرضۂ

نمبر ۲۱۳ جنگ دیکر اسلام کی رسوائی کیجاتی ہے یا نہیں اہل اسلام کو اذیت دی جاتی ہے یا نہیں مسلمانوں کی مصالح تباہ وبرباد کیئے جاتے ہیں یا نہیں۔

خلاصہ ابحاث (۱) کافر کے ساتھ دلی دوستی اور قلبی محبت کفر ہے (۵) کافر کی ایسی مدد کرنا جس سے دین اسلام کا یا مسلمانوں کا نقصان ہوتا ہو حرام ہے۔ (۶) کافر سے ایسی مدد لینا جس میں اپنے دین یا اپنے دینی بھائیوں کا نقصان ہوتا ہو حرام ہے (۹) ان احکام میں کفار ہند اور کفار یورپ سب مساوی ہیں بجز اس کے کہ کفار اہل کتاب کا کھانا کھانا اور نکاح میں کتابیہ عورت کا لانا جائز ہے صفحہ ۱۰۴

نمبر ۲۱۴ **سوال** (۱) کافر کے ساتھ دلی محبت اور قلبی دوستی کا کفر ہونا معتبر کتب فقہ حنفی سے ثابت کیجیئے (۲) کیا زمانہ حال میں سلطنت کی قوت اور استحکام و وسعت کا ایک زبردست

نمبر ۲۱۵ سبب تجارت اور صنعت وحرفت نہیں (۳) کیا خود آپ ہی کے قول سے اسی تجارت

نمبر ۲۱۶ نے یورپ کو سلطنت عطا نہیں کی اور اسی کے ترک نے مسلمانوں کو غلام نہ بنا دیا (۴)

نمبر ۲۱۷

اگر اسی تجارت کی بدولت اہل یورپ اور نصاریٰ کی سلطنت ہے اور اسی کے چھوڑ دینے
سے مسلمان غلام بن گئے ہیں تو کیا اس میں مدد کرنے سے مسلمانوں بلکہ دین اسلام کا
نمبر۲۱۸ نقصان نہیں ہوتا (۵) اگر نقصان ہوتا ہے تو ان کی چیزیں نہ خریدنے اور اپنی تجارت
نمبر۲۱۹ کو ترقی دینے میں مسلمانوں کا فائدہ ہے یا نہیں (۶) اہل یورپ کے مال کا مقاطعہ (بائیکاٹ)
کرنے سے انھیں شدید ضرر پہنچے گا یا نہیں اور مسلمانوں کو ان کی غلامی سے نکلنے کا ایک
نمبر۲۲۰ بہت بڑا ذریعہ حاصل ہوگا یا نہیں (۷) پولیس اور فوج کی ملازمت میں مسلمانوں بلکہ دین
نمبر۲۲۱ اسلام کا نقصان ہوتا ہے یا نہیں (۸) خاص مذہبی معاملات میں جو تدبیریں مسلمان سوچتے ہیں انکو
نمبر۲۲۲ پولیس حکام نصاریٰ تک پہنچاتی ہے یا نہیں (۹) مذہبی ضروریات اور دینی احکام کے بارے میں جو مسلمان تقریر
کرتے ہیں انہیں پولیس گرفتار کرکے ذلیل کرتی ہے یا نہیں۔ ان کے قید کرانے میں کوشاں ہوتی ہے یا نہیں
نمبر۲۲۳ ان کو ہر قسم کی اذیت ہر طرح کی تکلیف و ذلت دیتی اور دلواتی ہے یا نہیں (۱۰) جو لوگ معنت یا تنخواہ
پر گورنمنٹ کے یہاں مخبری پائے ہوئے ہیں وہ اہل اسلام کو، صلحا کو، فقرا کو، علماء کو ظلماً سزا دینے
نمبر۲۲۴ دشمنی وحبس دوام دریائے شور وغیرہ کرتے ہیں یا نہیں (۱۱) اگر پولیس اور مجسٹریٹ حقیقتاً ایسا
کرتے ہیں اور اسمیں مسلمانوں نہیں نہیں دین اسلام کا نقصان وہتک حرمت ہے تو خدا اور رسول
نمبر۲۲۵ کے واسطے صاف صاف فرمایئے کہ یہ ملازمتیں کس طرح جائز ودرست ہیں (۲) کالجوں
اور اسکولوں میں جو مدد گورنمنٹ سے پہنچائی جاتی ہے اور اس کے سبب مخالفِ شرع
امور لازم ہوتے ہیں اس سے مسلمانوں اور دینِ اسلام کا نقصان ہوتا ہے یا نہیں۔
نمبر۲۲۶ (۱۳) اگر نقصان ہوتا ہے تو وہ کیوں حرام نہیں (۱۴) کفر وشرک جو کفارِ ہند وکفار یورپ
نمبر۲۲۷ میں مشترک ہے اس کے علاوہ ہندوستان کے اندر کفار یورپ میں یہ بات زائد
ہے یا نہیں کہ وہ ان کی سلطنت ہے اور ان سے میل جول رکھنے میں مسلمانوں کے
نمبر۲۲۸ زیادہ خراب وتباہ و بے دین ہونے کا اندیشہ ہے" (۱۵) اگر یہ بات زیادہ ہے
نمبر۲۲۹ تو کفار یورپ سے اس قسم کے تعلقات اشد حرام ہوئے یا نہیں (۱۶) جو کفار یورپ

وجود الٰہی کے قائل نہیں اور عالم کو محض نیچر اور مادّہ وغیرہ کے ذریعہ سے موجود مانتے ہیں صرف ہیولیٰ وصورت پر اس کا دار مدار رکھتے ہیں وہ اہل کتاب ہیں یا نہیں (۱۷) نمبر۲۲۳
اگر ہیں تو کس طرح (۱۸) اور نہیں ہیں تو ان کا کھانا کھانا ان کی عورتوں کا نکاح میں لانا نمبر۲۲۳
جائز و مباح ہے یا نہیں۔

واقعۂ کربلا شہزادہ مظلوم حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ واہل بیت کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ جب یزید لعین نے وحشیانہ درندگی اور ملحدانہ ظلم وستم کا برتاؤ کیا تو کیا اس وقت صحابہ واہل بیت نے بھی ترک موالات کیا جیسے تم پیش کر رہے ہو حضرت سیدنا عبد اللہ بن زبیر جب انتہائے مظلومیت سے عین صحن مسجد الحرام میں شہید ہوئے اور ظالموں نے خانۂ کعبہ پر سنگ باری کی حرم کی حرمت بیت اللہ کی عظمت جو نص قرآن سے ثابت ہے اس کا ادب بھی دل سے اٹھا دیا تو کیا اس وقت برگزیدہ جماعت تابعین وصلحائے امت نے یہی کیا جیسے تم دعوتِ حق کہکر مسلمانوں کے سامنے لاتے ہو۔ ہاں جو کچھ رازدارانِ شریعت نے کیا صفحاتِ تاریخ پر وہ تاباں و درخشاں ہے ایک صدی بھی گزرنے نہ پائی جو خاندانِ نبوت میں سے خلفائے عباسیہ سریر آرائے مسندِ خلافت ہو گئے الخ ملخصاً صفحہ ۱۰۵

سوال (۱) حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے ہمراہ اہل بیت کرام رضوان اللہ علیہم نے یزید پلید کے لشکر سے مقابلہ کیا یا نہیں (۲) اگر کیا تو آپ کا گروہ کتنا سا تھا اور اس کا لشکر کس قدر جم غفیر (۳) اگر آپ کے ہمراہی بہت کم تھے تو آپ نے مقابلہ ومقاتلہ کیوں فرمایا (۴) الا ان تتقوا منھم تقاۃ اور الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان اور لا تلقوا بایدیکم الی التھلکہ پر کس لیئے عمل نہ فرمایا (۵) کیا حالات زمانہ، طریق تمدن، طرز معاشرت کے اختلاف سے شرع شریف کے احکام مختلف نہیں ہوتے (۶) کیا بعض امور ایسے نہیں جو بہ ضرورت شرعی ومصلحت

نمبر۲۳۲ نمبر۲۳۳ نمبر۲۳۴ نمبر۲۳۵ نمبر۲۳۶ نمبر۲۳۷

نمبر۲۳۸ دینی دوسری اقوام کے مقابلہ میں جائز و مستحسن بلکہ واجب و لازم ہو جاتے ہیں (۷) کیا علم
کلام، علم منطق، علم فلسفہ، حکما و فلاسفہ وغیرہ کے مقابلہ میں اُن کے دلائل واہیہ توڑنے کی
نمبر۲۳۹ غرض سے جائز و ضروری قرار نہیں دیا گیا (۸) کیا ہر وہ بات جو سلف صالح نے نہ کی ہو حرام
نمبر۲۴۰ ہے (۹) اگر حرام نہیں تو پھر موجودہ ضروریات (مقاطعہ، ہڑتال، عقد مجالس، تحریک و تائید
نمبر۲۴۱ تجاویز وغیرہ) کیوں حرام ہیں (۱۰) اور اگر ایسی ہر ایک بات آپ کے نزدیک حرام ہے
جو سلف صالح نے نہیں کی تو محفل مولد شریف جو خاص صورت اور مروّجہ ہیئت کے ساتھ
نمبر۲۴۲ منعقد کی جاتی ہے جائز ہے یا ناجائز (۱۱) مدارس دینیہ اس ترتیب و تنظیم کے ساتھ جائز
نمبر۲۴۳ ہیں یا ناجائز (۱۲) اگر یہ دونوں کار خیر، جائز، درست، بدعت حسنہ مستحبہ ضروریہ ہیں
تو ان کا ثبوت بہیئت کذائی زمانۂ صحابہ و تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین سے دیجئے
نمبر۲۴۴ (۱۳) اور اگر عیاذاً باللہ ناجائز ہیں تو پھر حضرات اہلِ سنت و جماعت کثر اللہ جماعتہم کے
عقائد و ارشادات سے دست برداری کرنے اور وہابیہ و غیر مقلدین کے اقوال ماننے
نمبر۲۴۵ کو آپ تیار ہیں (۱۴) حضرت سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا واقعہ ہائلہ
پیش کرنے سے آپ کا مقصود کیا ہے (۱۵) آیا یہ کہ معاذ اللہ خانۂ کعبہ اور مدینہ
نمبر۲۴۶ منورہ کی خواہ کتنی ہی بے حرمتی و بے ادبی کیوں نہ ہو مسلمان خاموش بیٹھے دیکھا کریں
نمبر۲۴۷ (۱۶) یا اس کے سوا کچھ اور تو بتایئے کیا ہے اور پھر اس کو حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے
واقعہ سے مطابق کر کے لکھئے۔

نکتہ | آیہ لا ینھٰکم اللہ عن الذین اور انما ینھٰکم اللہ عن الذین دونوں جگہ جو بجائے
اسم ظاہر اسم موصول وارد ہوا ہے اس سے اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ یہ حکم
کسی خاص گروہ و فرقہ سے مخصوص نہیں جو مسلمانوں سے قتال فی الدین کریگا انہیں مکانوں
سے نکالے گا یا اُن کے دشمنوں کی مدد کریگا اس سے مسلمانوں کی موالات ممنوع
و حرام ہے۔ صفحہ ۱۰۵ و ۱۰۶

نمبر ۲۴۸ — سوال (۱) اسم ظاہر کی کیا تعریف ہے (۲) اسم موصول کس کو کہتے ہیں (۳) ان
نمبر ۲۴۹ — دونوں میں کیا نسبت ہے (۴) یہ دونوں جمع ہو سکتے ہیں یا نہیں (۵) نحویوں نے
نمبر ۲۵۰ — اسم ظاہر کے مقابلہ میں دوسری قسم کیا قرار دی ہے (۶) جب آیت کا حکم کسی خاص
نمبر ۲۵۱ — گروہ سے مخصوص نہیں تو وہ مسلمان بھی اسمیں داخل ہوئے یا نہیں جنہوں نے
نمبر ۲۵۲ — مسلمانوں کے مقابلہ میں نصاریٰ کی ہمراہ ہو کر مذہبی جنگ میں شرکت کی اور ان
نمبر ۲۵۳ — کو ان کے مکانوں سے نکالا (۷) وہ مسلمان بھی اس حکم کے تحت میں ہیں یا نہیں
نمبر ۲۵۴ — جو روپیہ سے، کوشش سے، مشورہ سے، اُن کی اشیا خرید کر فائدہ پہنچانے سے
نمبر ۲۵۵ — اُن کو مدد دیتے ہیں (۸) وہ مسلمان بھی اس میں شامل ہیں یا نہیں جو خاص قومی کالج
نمبر ۲۵۶ — میں نصرانیوں کو ملازم رکھکر بڑی بڑی تنخواہیں دیکر اُنہیں تقویت اور فائدہ پہنچاتے ہیں۔
(۹) اگر نہیں تو کیا وجہ جبکہ وہ دشمن ہیں اور اس سے اُن کی مدد ہوتی ہے اُن کو قوت
نمبر ۲۵۷ — پہنچتی ہے (۱۰) اور اگر وہ مسلمان بھی اسی حکم میں داخل ہیں تو اُن سے موالات
ممنوع وحرام اور ترک موالات فرض و واجب ہے یا نہیں۔ اُن سے برّ و قسط نیکی و
احسان ناجائز ہے یا نہیں۔ اُن سے انقطاع اور ترک تعلقات ضروری ہے یا نہیں۔

آیۂ کریمہ ودّوا لو تدھن فیدھنون	حق سبحانہ نے ان تدہن نہ فرما کر لو تدہن فرمایا یہ اس لیے کہ اگرچہ حرف شرط لو و ان

دونوں ہیں لیکن ان کی وضع امکان کے لیئے ہے اور لو کی وضع محال کے لیئے الخ صفحہ ۱۲۳

نمبر ۲۵۸ — سوال (۱) علمائے نحو نے اِنْ کو شک و ابہام کے لیئے اور اس کے مقابلہ میں اِذا کو
نمبر ۲۵۹ — یقین کے لیئے تحریر فرمایا ہے یا ان کی وضع امکان کے لیئے اور اس کے مقابل لو کی وضع
نمبر ۲۶۰ — محال کے واسطے (۲) اگر لو کی وضع محال کے لیئے لکھی ہے تو حوالہ تحریر کیجئے (۳) لو کان
نمبر ۲۶۱ — زید موجوداً لکان بکر غائباً کے کیا معنے ہیں۔ آیا یہ کہ زید کا موجود ہونا محال ہے (۴) آیہ
لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر کے متعلق حضرات علمائے کرام نے یہ تحریر فرمایا ہے

یا نہیں کہ "آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ قول بر سبیل تواضع و ادب منقول ہے
یعنی میں غیب نہیں جانتا مگر یہ کہ اللہ تعالےٰ مجھے اس پر مطلع کر دے اور اس کو میرے
لیئے مقدر فرما دے یا یہ آنحضرت نے اس سے قبل فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے آپکو غیب پر
مطلع فرمایا پھر جبکہ علام الغیوب نے آپ کو مطلع فرما دیا تو خبر دیدی یا یہ کلام کفار کے سوال کا
جواب ہے پھر اس کے بعد آپ کو مغیبات پر اطلاع دیدی گئی اور آپ نے اُن کی خبر بیان
نمبر ۲۶۲ فرما دی تاکہ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحت نبوت پر دلالت اور معجزہ ہو" (۵)
نمبر ۲۶۳ اگر علمائے کرام نے البیا تحریر فرمایا ہے تو بتایئے کہ علم غیب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
نمبر ۲۶۴ کے لیئے ممکن ہوا یا محال، متحقق و واقع ہوا یا مستحیل (۶) جبکہ ممکن و متحقق و واقع ہوا تو یہاں
نمبر ۲۶۵ لو محال کے لیئے کہاں رہا (۷) لو کس کس معنے کے لیئے آتا ہے (۸) اس آیت مذکورہ میں
نمبر ۲۶۶ لو کا حرف شرط ہونا معتبر تفاسیر کے حوالے سے لکھیئے (۹) اگر لو حرف شرط ہے تو اس کی جزا
نمبر ۲۶۷ کیا ہے (۱۰) لو شرطیہ کی جزا کیسی ہوتی ہے (۱۱) آپ نے جو لو کے یہ معنے بیان کر کے آیہ
نمبر ۲۶۸ لو کان فیہما اٰلہۃ الا اللہ لفسدتا دلیل میں پیش کی ہے اس میں لو کی جزا کیسا جملہ اور کس
نمبر ۲۶۹ حرف کے ساتھ واقع ہوا ہے (۱۲) قرآن کریم کی تفسیر اپنی رائے سے کرنے کا کیا حکم ہے اور
اس کے متعلق کیا وعید وارد ہے۔

جنگ بدر | قیدیوں میں ابو عزہ عمرو بن عبد اللہ بہت ہی محتاج شخص تھا اس نے
عرض کیا یا رسول اللہ میں ایک مرد محتاج اور عیال دار ہوں مجھ پر کرم فرمایئے۔
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس پر احسان فرمایا اور یہ قول لیکر کہ میرے کافروں کی مدد نہ کرنا
اسے چھوڑ دیا صفحہ ۱۲۹

نمبر ۳۷۰ **سوال** (۱) جب کوئی قیدی بہت ہی محتاج ہو تو اس پر فدیہ دینے کے لیئے جبر کس طرح
نمبر ۳۷۱ کیا جاتا (۲) جب اس نے خوشامد و عاجزی سے عرض کی تو کیوں قبول نہ ہوئی (۳) جب
نمبر ۳۷۲ اس نے یہ عہد کر لیا کہ کافروں کی مدد نہ کرے گا کیا اس سے وہی فائدہ مترتب نہ ہوا۔

کافر کو معلم بنانا جن قیدیوں کے پاس کچھ نہ تھا ان کا فدیہ یہ مقرر ہوا کہ وہ اطفال انصار کو لکھنا سکھائیں جب انہیں لکھنا آجائے تو یہ قید سے آزاد ہو جائیں صفحہ ۱۲۹

سوال (۱) جن قیدیوں کے پاس کچھ نہ تھا اُن سے کیا وصول ہوتا (۲) اطفال انصار کو لکھنے کی تعلیم دینا فدیہ ہوا یا نہیں (۳) جب اُن سے یہ وعدہ فرما لیا گیا تو اُن کو قید سے رہا کیسے نہ کیا جاتا۔ نمبر ۲۷۳ نمبر ۲۷۴ نمبر ۲۷۵

واقعہ حضرت ثمامہ بن اثال رضؓ بخاری و مسلم شریف کے الفاظ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ثمامہ رضؓ نے حمایت دین کے خیال سے بطور خود غلہ کی بندش کی تھی۔ شروح بخاری اور سیر کی معتبر کتابیں مثل ابن ہشام و ابن سعد بھی بتاتی ہیں اصابہ کی عبارت بھی یہی ظاہر کرتی ہے لیکن علامہ سرخسی مبسوط میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ثمامہ کو اسی عہد پر رہا فرمایا تھا کہ کفار مکہ کو وہ غلہ نہ بھیجیں گے صفحہ ۱۴۰

سوال (۱) بخاری شریف کے کس لفظ سے ثابت ہوا کہ حضرت ثمامہ رضؓ نے بطور خود غلہ کی بندش فرمائی تھی (۲) ابن ہشام کی عبارت میں کہاں تصریح ہے کہ انھوں نے بطور خود ایسا کیا تھا (۳) مسلم شریف، شروح بخاری، اور ابن سعد کی عبارتیں آپ نے کب لکھیں۔ اُن کو لکھکر صریح الفاظ سے ثابت کیجئے کہ حضرت ثمامہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنے آپ غلہ بند کیا تھا رسول اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے اُن کو اس کا حکم نہیں دیا تھا (۴) کیا بعض روایات میں اس امر کی تصریح نہ ہونے سے کہ "رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن کو ایسا حکم فرمایا تھا" اس کی نفی لازم ہے اور یہ صراحت نکلتی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن کو حکم نہیں دیا تھا (۵) کیا علامہ سرخسی رحمہ اللہ تعالےٰ کا یہ فرمانا کہ "رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ثمامہ رضؓ کو اسی عہد پر رہا فرمایا تھا کہ وہ کفار مکہ کو غلہ نہ بھیجیں گے" معاذ اللہ منہ پایۂ اعتبار سے بالکل ساقط ہے۔ نمبر ۲۷۶ نمبر ۲۷۷ نمبر ۲۷۸ نمبر ۲۷۹ نمبر ۲۸۰

نمبر ۲۸۱	(۶) علامہ سرخسی علیہ رحمۃ اللہ القوی کس درجہ کے بزرگ ہیں۔ فقہاء حنفیہ میں ان کا شمار کیا ہے (۷) اگر علامہ سرخسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول معتبر و مستند ہے تو کیا خود رسول کریم علیہ الصلوٰۃ
نمبر ۲۸۲	والتسلیم کے قول و فعل سے مقاطعہ کا حکم و جواز ثابت نہیں ہوتا (۸) جب ثابت ہوتا ہے
نمبر ۲۸۳	تو اس پر اعتراض کرنے والے کہ "نہ یہ دین کی خدمت ہے نہ اتباع سنت رسول ہے نہ کہیں اس مقابلہ کا سراغ حیات مقدس رسول اکرم میں پایا جاتا ہے" دربار نبوت میں گستاخ و بے ادب ہیں یا نہیں۔

نسخ مقاطعہ | رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ثمامہؓ کے فعل کو اپنے حکم سے منسوخ فرما دیا اور بائیکاٹ اُٹھ گیا صفحہ ۱۴۱

نمبر ۲۸۴	سوال (۱) یہ کس طرح یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ ثمامہ رضؓ نے بطور خود مقاطعہ کیا
نمبر ۲۸۵	اور حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا اشارہ نہ تھا (۲) اگر مان بھی لیا جائے تو
نمبر ۲۸۶	نسخ کس طرح ثابت ہوا (۳) نسخ کے کیا معنے ہیں (۴) آپ نے جو عبارت ابن
نمبر ۲۸۷	ہشام کا ترجمہ لکھا ہے "آپ نے ثمامہ کو لکھ بھیجا کہ باربرداری غلہ کی بندش اُٹھا لو" اس میں کون لفظ ہے جس کے یہ معنے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نمبر ۲۸۸	نے اس کو ناجائز قرار دیا (۵) کیا اس روایت میں اس فعل سے نہی ہے (۶)
نمبر ۲۸۹	آیا اس میں یہ ارشاد ہے کہ تم نے ایسا کیوں کیا، یا تم کو ایسا نہ کرنا چاہیئے تھا، یا
نمبر ۲۹۰	تمہارا یہ فعل اچھا نہیں، یا تم ایسا اب کبھی نہ کرنا (۷) اس وقت جو بائیکاٹ کیا
نمبر ۲۹۱	جا رہا ہے وہ اسی قسم کا ہے جیسا مشرکین مکہ نے کیا تھا (۸) جس مقاطعہ سے بقول جناب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ثمامہؓ کو منع فرمایا وہ یہی تھا جو اس وقت مسلمان انگریزوں سے کر رہے ہیں۔

طعن و ملامت | ان نوحہ خواں مسلمانوں سے پوچھئے اور بالخصوص ان علماء سے جن کا تقریباً آج کل روزنامچہ اخباروں میں چھپا کرتا ہے جنکی

تعداد جمعیت اس وقت پانچ سو کی جاتی ہے ان سے سوال کیجیے کہ جس وقت ہندوستان کا خزانہ جا رہا تھا اور مسلمان چند سکۂ چاندی کے لیئے خلافت مٹانے کو جا رہے تھے تمہارے علم کو کیا ہو گیا تھا۔ کیا مفتی اس وقت یہ حدیث یاد نہ آئی (۱) من حمل علینا السلاح فلیس منا (۲) من اشار الی اخیہ بحدیدۃ لعنہ اللہ (۳) لا یشیر احدکم علی اخیہ بالسلاح۔ کیا یہ آیت تمہاری تلاوت میں نہیں آئی تھی ومن یقتل مومنا متعمدا فجزاؤہ جہنم خالدا فیہا وغضب اللہ علیہ ولعنہ واعدلہ عذابا عظیما الخ صفحہ ۱۵۰

سوال (۱) کیا جلسہ جمعیۃ العلماء صوبہ متحدہ میں فوجی بھرتی بند کرنے کی تحریک و تجویز نہیں کی گئی (۲) اگر انھوں نے ابتداءً ایسا نہیں کیا اور بعد کو یہ تحریک پھیلائی تو اب بھی وہ لائق طعن و قابلِ ملامت ہی رہے (۳) بالفرض انھوں نے کچھ بھی نہ کیا تو آپ نے کیا کیا (۴) اگر ان سے یہ آیات کریمہ و احادیث عظیمہ محو ہو گئی تھیں تو آپ کو کیوں فراموش ہو گئی تھیں (۵) اگر ان کو یاد نہ آئیں اور آپ کو یاد آئی تھیں تو پھر آپ نے دیدہ و دانستہ کیوں سکوت برتا جان بوجھ کر اظہارِ حق سے کس لیئے خاموشی کی (۶) کیا اب فوجی بھرتی جاری نہیں (۷) کیا اب بھی ہندوستانیوں یعنی نہیں مسلمانوں کا خزانہ نہیں جا رہا ہے (۸) اگر ایسا ہے تو آپ اس کے خلاف کیا تحریک کر رہے ہیں، کو نسا وعظ فرماتے ہیں، کب فتویٰ لکھتے ہیں۔

نمبر ۲۹۲ نمبر ۲۹۳ نمبر ۲۹۴ نمبر ۲۹۵ نمبر ۲۹۶ نمبر ۲۹۷ نمبر ۲۹۸ نمبر ۲۹۹

اقرارِ حق فرض کر لیجیے کہ اس وقت مسلمان بے حیائی اور بیدردی کے مجسمہ بن جائیں اور سب کے سب خاموش و ساکت ہو جائیں تو اس سے صورتِ واقعہ اور نفسِ مسئلہ کیونکر بدل جائیگا صفحہ ۱۷۲

سوال (۱) انصاف سے فرما دیجئے کہ جو مسلمان اس وقت تک بالکل خاموش

نمبر ۳۰۰

سخنے - قلمے - قدمے - درمے انھوں نے تحفظِ خلافت میں کسی طرح حصہ نہیں لیا۔ تحریراً
و تقریراً کسی نوع سے مقامات مقدسہ کی تباہی اور خلافت کی بربادی پر حکام وقت
کو توجہ نہ دلائی۔ اُن کے سامنے اظہار ناراضی بھی نہ کیا وہ بے حیائی اور بیدردی
کے مجسمہ ہیں یا نہیں (۲) جو اہلِ علم وریاست جو ذی اثر اشخاص جزیرۃ العرب،
عراق عرب، ملک شام وغیرہ علی الخصوص مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، بغداد شریف، کربلائے
معلی، نجف اشرف، دارالخلافہ قسطنطنیہ و دیگر بلاد و امصار اسلامیہ میں کفار کے
دخل و قبضہ پر قطعاً ساکت رہے اپنے علم وریاست اثر اور حکومت سے
اہلِ اسلام کی اصلاً امداد نہ کی بلکہ اس کے خلاف میں جنبہ دل کھول کر اعانت کی۔
کتابیں لکھیں، فتوے شائع کیے، اشتہارات چھاپے، اپنے اثر حکومت وریاست
سے کام لیا، لوگوں کو اس پر آمادہ و تیار کیا وہ بے حیائی اور بیدردی کے مجسمہ
ہیں یا نہیں (۳) جن صاحبوں نے جائز و ممکن کوشش سے بھی مسلمانوں کو روکا۔
بہکایا اور یہ کہا کہ جلسہ کرنے یا بلاد کی واپسی کے لیے کہنے سے کیا فائدہ۔ کہیں اتنا بڑا
ملک کہنے سے ملا جاتا ہے۔ ایسے صاحب بے حیائی اور بیدردی کے مجسمہ ہیں یا نہیں۔
(۴) جن مسلمانوں نے یہ واقعات صاف صاف گورنمنٹ کو جتا کر ناراضی کا اظہار کیا
اور خلافت و اماکن متبرکہ کی بقائے حرمت و عظمت کا تقاضا کیا، اظہار حق میں
حکومت سے خائف نہ ہوئے اُن کا یہ فعل قطع نظر دیگر امور خارجیہ و عوارض خفیہ
یا واقعیہ کے قابل تحسین و لائق آفرین، باعث ثواب، موجب اعانت دین اسلام
ہے یا نہیں۔

نمبر ۳۰۱

نمبر ۳۰۲

نمبر ۳۰۳

مسئلہ نصب امام، قوت دفاعیہ، خادم الحرمین

مقامات مقدسہ کی خدمت اور حفاظت
دونوں مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے جب
اس کا خادم و محافظ نہ رہا تو یہ فرض اب

سارے مسلمانانِ عالم کی گردن پر ہے۔ جب تک وہ اسے انجام نہ دیں گے اس
فرض کا مطالبہ برابر اُن سے متقاضی رہے گا۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ لیت ولعل اور
تن پروری کے اعذار بارد پیش کر کے اس فرض سے سبکدوش ہو جائیں صفحہ ۱۷۲۔
یہ مسئلہ بالکل قطعی ہے کہ نصب امام امت پر واجب ہے شرائط امام میں تو البتہ گروہ
مسلمین کا اختلاف پایا جاتا ہے لیکن نصب امام کے واجب ہونے میں کبھی کسی کا اختلاف
نہیں۔ یہی قوت دفاعی اس کا ہمہ وقت موجود رکھنا فرض ہے۔ اس سے تو کسی کو
بھی اختلاف نہیں صفحہ ۱۷۳۔ یہ نعمت باسعادت خاندانِ عثمان میں آئی تو اب
مسلمانوں پر ان کی اطاعت واجب ہوئی یہ مسئلہ نہ تو اجتہادی ہے نہ اس میں ظن
واحتمالات کی گنجائش ہے بلکہ یہ قطعی ویقینی اور ضروریات دین سے ہے کہ مسلمانوں
پر حرمین شریفین کی خدمت فرض ہے اور ایسی قوت کا قایم رکھنا جو اعدائے اسلام
کو ان مقامات مطہرہ سے دفع کر سکے یہ بھی فرض ہے اس سے انکار کرنے والے کا وہی
حکم جو فرضیتِ نماز کے منکر کا حکم ہے۔ خلافت عثمانیہ بمعنی امامت کبرےٰ نہ سہی لیکن
قوت دفاعیہ ہونے میں کسے مجال دم زدن ہے۔ جنگ یورپ نے جبکہ اسلام
کی قوت دفاعی کو فنا کر دیا تو اب مسلمانوں پر یہ فرض ہو گیا کہ اس قوت کو وہ پیدا کریں
صفحہ ۱۷۳۔ مسلمانوں کے مذہب کا یہ نہایت سچا اور مستحکم مسئلہ ہے کہ ہر مسلمان اس
زمین پر آباد ہو سکتا ہے جہاں ارکان دینی میں مزاحمت نہ کی جائے لیکن مرکزی
مقام کا کسی کی نظر ترحم پر چھوڑ دینا مسلمانوں کے لیئے ایک ایسا گناہ عظیم ہے کہ جس کا
کچھ کفارہ نہیں۔ اس جگہ کے لیئے صرف اس قدر کافی نہیں کہ وہاں ارکان مذہبی آزادی
ادا کر سکتے ہیں بلکہ اس کو اس حیثیت میں ہونا چاہیئے کہ اگر بالفرض کوئی طاقت اس
مقام پر مانع ومزاحم بھی ہونا چاہے تو مزاحمت اس کے حیطہ وسعت وامکان سے
خارج ہو۔ مرکزی مقام پر مسلمانوں کی ایسی قوت ہر وقت مجتمع ومہیا رہنا چاہیئے کہ

دینی و مذہبی ارکان کی تعمیل بزور قوت ہوئی ہو نہ کہ کسی کی عنایت و رعایت کے طفیل میں صفحہ ۱۷۸

نمبر ۳۰۴ **سوال** (۱) جب امت پر نصب امام واجب ہے تو اس زمانہ میں امام کون

نمبر ۳۰۵ ہے۔ سلطان روم خلیفۃ المسلمین خلد اللہ ملکہ امام ہیں یا نہیں (۲) شرائط امام میں اگرچہ اختلاف ہے لیکن کیا یہ مسئلہ تمام کتب فقہ و کلام میں مصرح نہیں کہ اگر کوئی صاحب شوکت و غلبہ جو تا قدر الشرو طہو متسلط ہو جائے تو وہ امام و خلیفہ تسلیم کر لیا جائیگا۔ تنفیذ احکام، اقامت حدود، حفاظت ثغور، انتظام عیدین و جمعہ وغیرہ میں اُس کے احکام مثل خلیفہ و امام کے ہوں گے، اُس کی اطاعت لازم ہو گی، اُس سے بغاوت ناجائز و حرام ہو گی۔ اُس پر خروج کرنے

نمبر ۳۰۶ والے باغیوں میں شمار ہوں گے (۳) جب آپ خود فرما رہے ہیں کہ "سلاطین عثمانیہ کی اطاعت مسلمانوں پر واجب ہو گئی" تو اُن کی اطاعت سے باہر ہونے

نمبر ۳۰۷ والے بغاوت اور ترک واجب کے مرتکب ہوئے یا نہیں (۴) جب ایسا ہے

نمبر ۳۰۸ تو شریف مکہ باغی ٹھہرے یا نہیں۔ (۵) باغی کے لیے کیا حکم ہے۔ وہ واجب القتل ہے یا نہیں (۶) جزیرۃ العرب خصوصاً مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ میں یہود و نصاریٰ

نمبر ۳۰۹ کے داخل ہونے کی ممانعت ہے یا نہیں (۷) اگر ہے تو شریف مکہ نے اگر اپنی خوشی سے نصاریٰ کو ان مقامات مقدسہ میں داخل کیا اس پر کیا حکم عائد ہوتا

نمبر ۳۱۰ ہے (۸) اگر شریف مکہ نے مسلمانوں کو قتل کرایا، نصاریٰ سے ذلت و رسوائی، بڑے بڑے مقدس علماء و صلحاء اور مرد و عورتوں کی ہتک حرمت کا باعث ہوئے

نمبر ۳۱۱ ان کے لیے دنیا میں کیا سزا ہے اور آخرت میں کیا (۹) شریف مکہ مقامات

نمبر ۳۱۲ مقدسہ کی حفاظت کافی طور سے کر سکتے ہیں یا نہیں (۱۰) نہیں کر سکتے تو خلیفۃ المسلمین

نمبر ۳۱۳ سلطان روم کا تسلط وہاں ضروری ہے یا نہیں (۱۱) بقول جناب "اب

مقامات مقدسہ کی خدمت وحفاظت کا فرض مسلمانانِ عالم کی گردن پر ہے اور لیت ولعل
تن آسانی وتن پروری کے جھوٹے عذر پیش کر کے وہ اس فرض سے سبکدوش نہیں ہو سکتے" تو
یہ بھی ارشاد فرما دیجئے کہ مقامات مقدسہ کی خدمت کا کیا طریقہ ہے اور اُنکی حفاظت کے
اسباب کیا ہیں (۱۲) آپ فرما رہے ہیں کہ "قوت دفاعی کا ہمہ وقت موجود رکھنا فرض [نمبر ۳۱۴]
ہے" اس کے ساتھ ہی یہ بھی بتا دیجئے کہ قوتِ دفاعی موجود رکھنے کے ذرائع ووسائل
کیا ہیں (۱۳) جناب یہ تو تسلیم کرتے ہیں کہ "جنگ یورپ نے جبکہ اسلام کی قوت [نمبر ۳۱۵]
دفاعی کو فنا کر دیا تو اب مسلمانوں پر یہ فرض ہو گیا کہ وہ اس قوت کو پیدا کریں" مگر یہ
ارشاد نہیں فرماتے کہ مسلمان اس قوت کو کس طرح پیدا کریں۔ آیا یونہی کہ چپ بیٹھے
سنتے رہیں آنکھوں سے تماشہ دیکھتے رہیں خلیفۃ المسلمین مقید کر دیئے جائیں، بیدست وپا
بنا دیئے جائیں، ممالک اسلامیہ پر نصاریٰ کا قبضہ ہو جائے، حضرت علی، حضرت امام حسین،
حضرت غوث اعظم، حضرت امام اعظم اور دیگر صحابہ وتابعین واولیاء کاملین رضی اللہ عنہم
اجمعین کے متبرک مزارات پر، مسجد اقصیٰ وغیرہ مقدس مقامات پر کفار کا کھلم کھلا تسلط
ہو اُن کی بے حرمتی وبے عزتی کی جائے مگر مسلمان یونہی ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے رہیں۔
(۱۴) آیا اسی طرح کہ محض زبان سے اتنا کہہ دیا جائے کہ مسلمانوں پر یہ فرض ہے لیکن عملی [نمبر ۳۱۶]
طور پر اس کے لیئے آمادگی تو درکنار طرح طرح کے حیلوں بہانوں سے روکا جائے، اُس
کے واسطے جو اسباب وذرائع، تدابیر ووسائل بتائے جائیں اُن سب کو بیکار ولغو و
فضول کہہ دیا جائے اور پھر خود بھی اس کی کوئی تدبیر کوئی طریقہ نہ بتایا جائے (۱۵) [نمبر ۳۱۷]
مظلومین ترکی اطفال وبیوگان کے لیئے چندہ خود بھی نہ دیا جائے دوسروں سے بھی
اس کی تحریک نہ کی جائے بلکہ جو مسلمان چندہ کی سعی بلیغ کریں اُن کی طرف سے بدگمانیاں
پھیلائی جائیں طرح طرح سے رکاوٹیں ڈالی جائیں (۱۶) یہ بھی نہ ہو کہ مجالس اور انجمنیں قائم [نمبر ۳۱۸]
کر کے گورنمنٹ کو اس طرف متوجہ کیا جائے بلکہ جو حضرات ایسا کریں اُن پر یہ اعتراض جڑا

جائے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے واقعۂ شہادت میں کونسی شہادت کیسی قائم
(نمبر ۳۱۹) کی گئی تھی (۱۷) گورنمنٹ سے کسی قسم کے تعلقات میں کمی بھی نہ کیجائے، اُن سے
ناراضی کا اظہار قطعاً نہ کیا جائے، حرفِ شکایت زبان پہ نہ آنے پائے، اُن
سے بنگلہ کی حاضری، اُن کی سلامی نہ چھوٹے، اُن کی ملاقات باعثِ فخر سمجھی جائے،
اُن سے خلعت و انعام لیا جائے۔ اسلحہ کا لیسنس حاصل کیا جائے گویا پہلے سے بھی
زیادہ تعلقات قایم کیئے جاویں، موقع کو غنیمت سمجھکر اُن سے رسم بڑھائی جائے،
خصوصیت قایم کی جائے اور مسلمانوں کی تباہی و بربادی پر اس طرح خوشی منائی جائے
(نمبر ۳۲۰) (۱۸) للہ انصاف سے کہیئے کہ اسی طور پر یہ قوت پیدا ہو گی، اس کے حصول کا یہی طریقہ
ہے۔ یہ قوت پیدا کرنے کا ذریعہ ہے یا فی الحقیقۃ اس کے مٹانے کا سبب۔

جشنِ صلح

سلطنتِ برطانیہ کے فتح کی خبریں آئیں جشن منانے پر مسلمان بھی
مجبور ہوئے۔ یہ خوشی ایسی تھی کہ مسلمانوں کے لیئے انتہائی رنج و
ماتم کا دن تھا الخ صفحہ ۱۷۵

(نمبر ۳۲۱) **سوال** (۱) مسلمانوں کو یہ جشن منانا اپنی بے غیرتی و بے حمیتی کا صریح ثبوت
(نمبر ۳۲۲) تھا یا نہیں (۲) اس جشن میں اہلِ اسلام کو شریک ہونا حرام تھا یا نہیں (۳) یہ مجبوری
(نمبر ۳۲۳) شرعی مجبوری تھی یا محض فرضی اور حکام نصاریٰ کی خوشنودی یا معمولی خوف وغیرہ تھی
(نمبر ۳۲۴) (۴) اُس وقت جناب والا نے اور جناب کے ہم خیال مفتیانِ کرام مجدد مأتہ حاضرہ
مؤید ملّت طاہرہ نے اس طرف مسلمانوں کو کچھ توجہ دلائی تھی، کوئی فتویٰ اس کی
حرمت میں لکھا تھا، کوئی کتاب تصنیف فرمائی تھی، کوئی رسالہ تالیف کیا تھا،
کوئی اشتہار چھاپا تھا، کسی کو کافر بنایا تھا، کسی پر تجدیدِ ایمان و نکاح کا حکم لگایا
(نمبر ۳۲۵) تھا یا نہیں (۵) اگر کہیئے ہاں تو اُس کتاب اُس رسالہ اُس اشتہار اُس فتوے کا
(نمبر ۳۲۶) نشان دیجئے (۶) اور اگر نہیں تو کیا آپ سب کو اس وقت حکمِ شرعی یاد نہ تھا

نمبر ۳۲۷ یا قصداً و عمداً اُس کو چھپایا تھا (۷) یہی حضرات علما جن کو آپ نہایت کریہہ الفاظ اور سخت و سست کلمات سے یاد کرتے ہیں انھوں نے اس موقع پر نہایت ایمانی جرأت اور اسلامی عزت و حمیّت سے کام لیکر شریعت غرّا اور ملّت بیضا کا حکم بلا خوف و

نمبر ۳۲۸ خطر واضح فرمایا یا نہیں - اس کے عدم جواز پر فتوے صادر فرمائے یا نہیں (۸) آج عرصہ دراز کے بعد جبکہ مضیٰ ما مضیٰ "گزشت آنچہ گزشت" جو ہونا تھا ہو چکا" آپ اس کو روتے ہیں - اب کہ کسی قسم کے مواخذہ کا خیال نہیں کوئی گرفت نہیں ہو سکتی آپ اس کا ذکر کرتے ہیں - اس وقت اس سے کیا معتدبہا فائدہ مترتب ہو سکتا ہے کیا یہ اُس فارسی مثل کا مصداق نہیں" مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلہ

نمبر ۳۲۹ خود باید زد" (۹) آپ کے کالج میں جشن منایا گیا یا نہیں (۱۰) اگر منایا گیا تو جناب

نمبر ۳۳۰

نمبر ۳۳۱ نے اس کے خلاف میں کیا تحریک کی (۱۱) کالج کے وہ اہل حل و عقد جو جشن صلح میں داعی و ساعی اور ہر طرح شریک و معاون رہے ہیں اُن سے آپ کے تعلقات کیسے ہیں - آپ اُن سے بغیر علانیہ توبہ کیے ہوئے ملتے اور اُن کی لذیذ و وسیع دعوتوں میں شریک ہوتے ہیں یا نہیں -

اعترافِ حق | اس وقت آپ کی جملہ تحریکات پر تنقید مقصود نہیں بعض اُن میں سے بشرطِ صدق و صلاح ملک کے لیے بہت مفید ہیں مثلاً

سدیشی یا ترک قوم فروشی و انگریز پرستی وغیرہ صفحہ ۱۸۳

نمبر ۳۳۲ **سوال** (۱) جب یہ تحریکات نہایت مفید اور بہت سودمند ہیں تو آپ نے ان میں حصہ کیوں نہیں لیا" ان کی بہتری اور فائدہ مند ہونے پر کوئی رسالہ کیوں نہ

نمبر ۳۳۳ لکھا" ترک قوم فروشی و انگریز پرستی کے بارہ میں فتوے کس لیے شائع نہیں کیا (۲) اگر آپ نے اب تک کسی کمزوری کے سبب ایسا نہیں کیا تو اب اس میں تقریر"

نمبر ۳۳۴ تحریر" تحریک اور کوشش کرنے کو آپ تیار ہیں ؟ (۳) ترک قوم فروشی کا مفید ہونا

آپ کو مسلّم ہے تو اب یہ فرمائیے کہ قوم فروشی کس درجہ مضر و نقصان رساں ہے اور مذہبی
نمبر ۳۳۵ حیثیت سے اس کا کیا حکم ہے (۴) انگریز پرستی کا ترک کرنا آپ کے نزدیک بہت فائدہ
بخش ہے تو انگریز پرستی کس قدر نقصان پہنچانے والی ہے اور شرعًا یہ جائز ہے یا حرام
نمبر ۳۳۶ (۵) اپنے ملک اپنے مسلمان بھائیوں کو نفع پہنچانا انہیں کی بنائی ہوئی چیزیں خرید کرنا انہیں
کا بُنا ہوا کپڑا پہننا، اپنی ہی تجارت کو ترقی دینا، خود اپنی صنعت و حرفت کو فروغ دینا
جسے آپ نے سدیشی سے تعبیر کیا ہے اس کے فوائد کا آپ کو اعتراف ہے تو اس کی طرف
توجہ نہ کرنے میں کیسے نقصانات و مضار ہیں، اس جانب التفات کرنے میں مسلمانوں کا
کتنا نفع ہے اور دشمنانِ اسلام کا کس قدر نقصان ہے۔ اس پر عملدر آمد نہ کرنے میں اہلِ
نمبر ۳۳۷ اسلام کا کس درجہ ضرر ہے اور اعدائے دین و مخالفان مسلمین کا کیسا فائدہ ہے (۶)
نمبر ۳۳۸ قوم فروشی کے کیا معنی ہیں، کیا کیا باتیں اس میں داخل ہیں (۷) انگریز پرستی کس کو
نمبر ۳۳۹ کہتے ہیں، اس کو تفصیل سے بیان فرمائیے (۸) جناب والا ولایتی کپڑا پہنتے ہیں یا
اپنی قوم کا، ملکی چیزیں استعمال کرتے ہیں یا انگریزی۔

تعلیم انگریزی کا ہندوستان میں جب آغاز ہوا تو نصابِ تعلیم اور اوقاتِ تعلیم
میں کچھ اس کا انتظام نہ تھا جس سے قومی و مذہبی معلومات پیدا
ہوں ایسے اشخاص جن کا مطمح نظر قوم کو ایک زندہ قوم بنانا تھا انھوں نے اس نقص کو
دیکھا اور قومی کالج کی بنیاد رکھی اس پیش بینی میں مسلمانوں نے سبقت کی الخ صفحہ ۱۸۶

نمبر ۳۴۰ **سوال** (۱) اُن اشخاص کا نام بھی ظاہر فرما دیجیے جن کا خیال قوم کو ایک زندہ قوم
نمبر ۳۴۱ بنانا تھا (۲) سید احمد خاں بھی ان اشخاص میں داخل ہیں یا نہیں (۳) اگر نہیں تو
نمبر ۳۴۲ کیا وجہ (۴) اگر ہیں تو انھوں نے دینیات کا جو نصاب تعلیم رکھا، قرآن شریف
نمبر ۳۴۳ کی تفسیر بالرائے، مفسرین و محدثین و علماء صالحین بلکہ خود حدیث و قرآن کے خلاف کی
نمبر ۳۴۴ اس سے قوم زندہ ہوئی یا مُردہ (۵) اگر معاذ اللہ زندہ ہوئی تو صاف اقرار کیجیے کہ

تمام سلف کرام خود مُردہ تھے اور ساری قوم کو انھوں نے مُردہ کر رکھا تھا سید احمد خاں نے وہ مُردگی دور کرکے زندگی پیدا کی (نعوذ باللہ تعالیٰ منہ) (۶) اور اگر مردہ ہوئی تو ان کا مطمح نظر قوم کو زندہ بنانا کس طرح ہوا اور آپ کا یہ فرمانا کیسے درست ہوا۔ (۷) علمائے کرام نے تعلیم انگریزی کے متعلق کیا فتوے صادر فرمایا ہے، اس میں کیا کیا شرطیں مقرر کی ہیں، کن قیود کے ساتھ اس کو جائز بتایا ہے (۸) سید احمد خاں بانی کالج پر علمائے حرمین محترمین کا کیا فتوے ہے (۹) علی گڑھ کالج کی تعلیم پر مفتیان عرب شریف و دیگر علماء کرام نے کیا حکم دیا ہے (۱۰) اس میں ملازمت کرکے تعلیم مضر و مخالف مذہب کو مدد دینا، اس کی زیب و زینت بڑھانا اس کی رونق دوبالا کرنا شرعاً درست ہے یا نہیں۔

نمبر ۳۴۵
نمبر ۳۴۶
نمبر ۳۴۷
نمبر ۳۴۸
نمبر ۳۴۹

بلند حوصلگی

اسلامی درسگاہوں میں منتظمین کالج و اسکول نے ابتدا میں بعض ایسے امور اختیار کیئے کہ جن سے اپنی تعلیم گاہ کو فروغ دینا اور بلند حوصلگی کا پیدا کرنا منظور تھا اعلیٰ حکام سرکاری کا آنا تقسیم انعام میں شریک ہونا جائے کی دعوت میں مجتمع ہونا وغیرہ وغیرہ ان سب کی غایت یہ تھی کہ طلبا سے جھجک دور ہو اور وہ استعجاب و استغراب مٹ جائے الخ صفحہ ۲۰۲

سوال (۱) اعلیٰ حکام نصاریٰ کو بلانا، اُن کے ہاتھ سے انعام تقسیم کرانا، اس میں شریک کرنا، جائے کی دعوت قرار دینا، اور اس میں خود مسلمانوں کا شریک ہونا جائز ہے یا نہیں (۲) جائز ہے تو کتب فقہ سے ثابت کیجئے (۳) ناجائز ہے تو ان سے تعلیم گاہ کو فروغ کس طرح ہو سکتا ہے اور بلند حوصلگی کیونکر پیدا ہو سکتی ہے کیا ناجائز امور سے بھی یہ فوائد حقیقتاً حاصل ہو سکتے ہیں (۴) منتظمین کالج و اسکول کی یہ نیت یہ قصد یہ ارادہ یہ فعل قابلِ ملامت ہے یا نہیں۔

نمبر ۳۵۰
نمبر ۳۵۱
نمبر ۳۵۲
نمبر ۳۵۳

انگریزی تعلیم | انگریزی تعلیم یا انگریزی ملازمت یا ممبری کونسل مسلمانوں نے تائید واستحکام حکومت انگریزی کے خیال سے نہ اختیار کی تھی نہ اس وقت اس خیال سے اس کی تائید کر رہے ہیں بلکہ مقصود اس سے اپنا اور اپنی قوم کا نفع اور قیام تھا صفحہ ۲۱۰

نمبر۳۵۴ سوال (۱) اس سے مقصود دینی نفع تھا یا دنیوی (۲) دینی نفع مقصود تھا تو کس طرح۔
نمبر۳۵۵
نمبر۳۵۶ اس کی توضیح فرمائی (۳) اگر دنیوی مفاد کا قصد تھا تو اس میں یہ خیال بھی مدنظر رکھا تھا
نمبر۳۵۷ یا نہیں کہ کسی قسم کا مذہبی نقص لازم نہ ہو (۴) اگر یہ خیال نہ رکھا تو اُن کا یہ ارادہ بہتر تھا
نمبر۳۵۸ یا بدتر (۵) اگر یہ خیال بھی اُن کے پیش نگاہ تھا لیکن واقع میں اُس کے خلاف بجائے نفع کے نقصان ہوا اور اس سے حکومت انگریزی کا استحکام ہوا تو یہ فعل کیا حکم رکھتا ہے۔
نمبر۳۵۹ اب اس کا ارتکاب جائز ہے یا ناجائز (۶) اس سے بظاہر عیسائیت کی کوئی خاص تائید نہ ہونے سے اس کا جواز کیونکر ثابت ہو سکتا ہے جبکہ خلاف اسلام امور لازم ہوتے
نمبر۳۶۰ ہیں (۷) انگریزی تعلیم میں اسلام اور پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام پر متعصبانہ خیالات
نمبر۳۶۱ کا دیکھنا۔ سُننا اور پڑھنا لازم ہو تو وہ ناجائز ہے یا نہیں (۸) انگریزی تعلیم میں بائبل کا
نمبر۳۶۲ سننا اُس کی نادرست دعاؤں پر آمین کہنا پڑتی ہو تو وہ غیر درست ہے یا نہیں (۹) انگریزی ملازمت میں اسلامی مجالس اور دینی و مذہبی جلسوں کی شرکت سے جبراً باز رکھا
نمبر۳۶۳ جائے تو اُس کی نسبت کیا حکم ہے (۱۰) اگر منجانب حکومت ملازمین پر یہ قید لازم کر دی جائے کہ کسی مجمع میں شریک نہ ہو سکیں خواہ پنجگانہ نماز کی جماعت یا جمعہ و عیدین
نمبر۳۶۴ کا اجتماع ہی کیوں نہ ہو تو ایسی حالت میں ملازمت حلال ہے یا حرام (۱۱) کونسل کی ممبری میں یہ عہد کرنا پڑے کہ ہم ہر حالت میں (خواہ مذہب کا خلاف ہی لازم ہوتا ہو) گورمنٹ کے وفادار رہیں گے تو اس کے متعلق کیا حکم ہے جواز یا عدم جواز ممانعت یا اجازت۔

زوال وتباہی کی علت آپ اس پہلو کو بالکل نظر انداز فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کے زوال وتباہی کی حقیقی علت کیا ہے اسی لیئے اس جانب سے چشم پوشی ہے لیکن آپ کا فریق مقابل یہ کہتا ہے کہ مسلمانوں کی بدعقیدگی توحید سے بے نصیبی عبادات سے بے تعلقی معاملات میں شریعت کی خلاف ورزی کا یہ نتیجہ ہے جو سامنے آیا ہے پس اصلاحِ مسلمین میں اس پہلو کو نظر انداز نہ فرمایئے یہ التماس حرام وکفر کس دلیل شرعی کی بنا پر ہے صفحہ ۲۱۱

نمبر ۳۶۵ — **سوال** (۱) اس کو کفر وحرام کن علماء نے بتایا۔ اُن کا نام۔ کتاب کا نشان۔ صفحہ سطر کا پتہ لکھیئے

نمبر ۳۶۶ — (۲) یہ پہلو کب نظر انداز کیا گیا۔ اس کی طرف سے چشم پوشی کہاں کی گئی

نمبر ۳۶۷ — (۳) بدعقیدگی، توحید سے بے نصیبی، عبادات سے بے تعلقی، معاملات میں شریعت کی خلاف ورزی کو حضرات علمائے کرام نے کس وقت جائز ٹھہرایا

نمبر ۳۶۸ — (۴) کیا "درس خلافت" تصنیف حضرت مولانا عبدالماجد صاحب قادری بدایونی مدظلہم العالی میں صفحہ ۲۱ پر صاف تحریر نہیں کہ "مسلمانوں کی صورت بناؤ۔ اسلامیوں کی سیرت اختیار کرو۔ تاکہ خدا اور رسول تم سے خوش رہیں۔ علما وصلحا کے طریقہ پر چلو کہ اُن کے زمرہ میں تمہارا حشر ہو۔ احکامِ دین ادا کرو۔ نماز، روزہ، حج، زکوۃ اور دیگر امور شرعیہ بجالاؤ۔ نفاق، جھوٹ، حسد، دغابازی، بیجا خوشامد، غیبت وغیرہ سب ممنوع باتوں کو چھوڑ دو۔ سب سے زیادہ اہم یہی ہے کہ حدودِ اسلام سے سرمو تجاوز نہ کرو۔ راہِ شریعت، صراط مستقیم پر چلو، اسی سے تمہارے سب کام بنیں گے۔ اسی سے حالت سنبھلے گی۔ اس کو سب سے مقدم سمجھو۔ اگر یہ نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ اگر یہ ہے تو دین و دنیا کی برکت و دولت تمہارے لیئے ہے۔ اول اس پر عامل بنو پھر اور سب باتوں پر عملدرآمد کرو الی آخرہ

نمبر ۳۶۹ — (۵) کیا جمعیۃ العلماء میں نماز اور دیگر احکام شرعیہ پر زور نہیں دیا گیا۔ اس کی تحریک وتائید نہیں کی گئی۔ اس کو منظور نہیں فرمایا گیا۔

شکوہ وشکایت | تمھارے دشنام دہی کی یہ ہمہ گیری ہے کہ جہاں تم نے ایک رکن دین حامیِ شرعِ متین امام اہل سنت مجدّد مآئۃ حاضرہ مؤید

لملّۃ طاہرہ پر سبّ وشتم کیا وہاں اس فقیر بینوا کو بھی بار بار متعدد جگہ اندیں تم نے گالیاں

سُنائیں ہیں نے تمھارا کیا بگاڑا تھا ۔ بیشک یہ قصور ہوا کہ جس وقت ساری

زبانیں گنگ تھیں مجھ گنہگار کی زبان کلمۂ حق کہہ رہی تھی الی آخرہ صفحہ ۲۲۸

نمبر ۳۷ — **سوال** (۱) آپ کے امام ومجدد نے علمائے کرام پر سبّ وشتم کیا یا نہیں مسئلہ اذان وغیرہ فرعی مسائل میں گستاخانہ الفاظ اور ناشائستہ کلمات سے یاد کیا یا نہیں ۔ دوسروں کے نام سے رسائل واشتہارات چھاپے یا نہیں ۔ خاص مسائل حاضرہ کے متعلق اپنے یہاں کے معمولی طالب علموں کی طرف سے متعدد اشتہارات شائع کئے یا نہیں اُن میں علمائے اہل سنت رہبران مذہب وملت کو دشنامیں دیں یا نہیں ۔ گالیاں سُنائیں یا نہیں ۔ اپنے اور اپنے معتقدین مریدین کے نام سے کتابیں لکھکر فضلائے نامدار کی شان میں بیباکی وجسارت سے کام لیا یا نہیں ۔ یہ عبارت لکھی یا نہیں " فقیر کو یہاں پڑے والی مثل یاد آئی ہے کہ اپنی پدی سے کہنے لگا تو میری قدر نہیں کرتی اگر میں چاہوں تو سلیمان علیہ السّلام کا قبہ اُن پر اُلٹ دوں ۔ سوتا ہے تو اپنی ٹانگیں اُٹھالیتا ہے کہ آسمان گرے تو پاؤں پر روک لوں ۔ کجا شیخ العرب والعجم امام العلماء راس الفقہاء سردار یکتا حضور پُر نور اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت مدظلہم الاقدس اور کجا وہ ہستیاں جو کھلی معترضہ دالیکی آڑ میں ہیں " ان ہستیوں کے نام " مولوی عبدالباری صاحب فرنگی محلی اور عبدالماجد صاحب بدایونی " لکھے گئے ہیں ۔

نمبر ۱ ۳۷ — (۲) آپ کے امام ومجدد صاحب ایسے نازک وقت میں " جبکہ سلطانِ اسلام وجماعت مسلمین کفار نصاریٰ کے نرغہ میں تھے ۔ اُن کے ہاتھوں سخت پریشان ہو رہے تھے ۔ بلاد اسلام وممالک اہل اسلام عیسائیوں کے قبضہ میں جارہے تھے "

کیوں خاموشی اختیار کی۔ مسلمانوں کی بہبودی و نجات کے لیئے کوئی تدبیر کیوں نہ کی۔
خلیفۃ المسلمین اور مسلمانوں کی فتح و نصرت کے لیئے کوئی جلسہ منعقد کر کے دعا کیوں نہ مانگی
گورنمنٹ سے مقامات متبرکہ و امصار مقدسہ کی حفاظت و ابقائے حرمت کی تحریک
کس لیئے نہ کی۔ اس کے متعلق کوئی اشتہار یا رسالہ کس واسطے شائع نہ کیا (۳) جب

نمبر۳۷۲

کسی بیچارہ نے اس طرف توجہ دلائی اور مودّبانہ طریقہ پر کچھ عرض کی تو یہ لکھدیا یا نہیں
کہ "جاڑا آیا گیدڑ رات بھر چلّائے اُس جنگل میں کچھ مقبولانِ خدا مشغول یاد الٰہی تھے
گیدڑوں نے کہ اُن کی آواز اپنی سی نہ سُنی صبح اُن میں کسی سے پوچھا کیا آپ لوگ
جاڑے سے متاثر نہیں ہوتے فرمایا ہوتے ہیں کہا پھر چلّاتے کیوں نہیں فرمایا تمھارے
چلّانے نے جاڑے کا کیا بگاڑ لیا" (۴) یہ مضمون تحریر کیا یا نہیں کہ "ملک اور وہ بھی اتنا

نمبر۳۷۳

وسیع کہیں چیخنے چلّانے واپس ہوتا ہے اور وہ بھی کس سے صلیب سے اور وہ بھی کس
کا ہلال کا ایسا ہی تھا تو ہندوستان بھی مسلمانوں ہی سے لیا بدایونیوں ! وہ لکھنوی
وغیرہم کے باپ دادا نے کیوں نہ چیخ چلا کر چھڑا لیا" (۵) فقیر غفرلہ نے (۲۰) سوال

نمبر۳۷۴

خدا اور رسول صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کا واسطہ دیکر "ضروری گزارش" کے عنوان سے
آپ کے امام و مجدد صاحب کی خدمت میں بذریعہ رجسٹری حاضر کیئے اور فرمان باری
عز اسمہ ولا تکتموا الشہادۃ ومن یکتمھا فانہ آثم قلبہ یاد دلا کر ان مسائل دینیہ کا
جواب مانگا اور اُن کے سکوت پر پھر یاد دہانی کی لیکن آج تک اس کا جواب کچھ نہ ملا۔
(۶) جناب والا نے زمانہ جنگ بلقان وغیرہ کے جو کارنامے لکھے دکھائے بتائے گنائے

نمبر۳۷۵

ہیں کیا اُن کی انجام دہی صرف اسی وقت تک آپ کے ذمہ تھی۔ کیا وہ اقوال و افعال
اسی زمانے میں آپ پر فرض تھے۔ کیا اب اُن واقعات سے بھی زیادہ سخت تر واقعات
رونما نہیں ہوئے لیکن آپ خاموش ہی رہے آپ نے سکوت ہی اختیار کیا۔ پہلے
کی طرح کوئی زبردست کتاب نہیں لکھی۔ زور شور سے کسی قسم کی خاص تحریک نہیں کی"

نمبر ۳۷۶ آخر یہ کیوں، اس کا سبب اس کی وجہ کیا (۷) آپ نے اور آپ کے مجدد و امام صاحب نے خلاف میں جی کھول کر کتابیں لکھیں، فتوے شائع کئے، کوششیں کیں، یہ سب کچھ کیا مگر خلافت کی حمایت اور اماکن مقدسہ کی حفاظت کے بارہ میں کچھ بھی نہیں کیا۔ آپ ہی انصاف سے فرمایئے کہ آپ جیسے مشاہیر وقت و مدعی تجدید سے یہ امر بعید تھا یا نہیں۔ مسلمانوں کو آپ سے بدگمانی کا واقعی سبب تھا یا نہیں۔ موقع تہمت پر آپ صاحبان کھڑے ہوئے یا نہیں۔

آیہ لا ینھٰکم اللہ | میں نے عرض کیا ہے کہ آیہ لا ینھٰکم اللہ الخ کو قتادہ نے منسوخ فرمایا اور یہی مذہب امام عطا ابن رباح کا ہے الخ صفحہ ۲۳۲

نمبر ۳۷۷ سوال (۱) امام عطا ابن ابی رباح رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہاں فرمایا ہے کہ آیہ لا ینھٰکم اللہ
نمبر ۳۷۸ منسوخ ہے کسی معتبر تفسیر میں تحریر ہو تو ثبوت دیجئے (۲) اکثر مفسرین محققین کا قول
نمبر ۳۷۹ کیا ہے۔ انھوں نے اس آیت کو محکم فرمایا ہے یا منسوخ (۳) علماء احناف رحمہم اللہ
نمبر ۳۸۰ تعالیٰ کے نزدیک یہ آیہ کریمہ منسوخ ہے یا نہیں (۴) حنفیہ کرام نے مقاتلین فی الدین
نمبر ۳۸۱ کے ساتھ صلۂ، برّ، قسط، احسان، نیکی کو ممنوع ٹھہرایا ہے یا نہیں (۵) اگر ائمہ و فقہاء حنفیہ علیہم الرحمہ نے اس آیہ کریمہ کو منسوخ نہیں مانا اور مقاتلین کے ساتھ صلہ کو ممنوع فرمایا ہے تو پھر آپ کا یہ ارشاد کہ "آیت میں لڑنے والوں کے ساتھ صرف موالات منع فرمائی گئی ہے۔ برّ و قسط ممنوع نہیں بتایا گیا، علماء احناف کے ارشادات کا صاف
نمبر ۳۸۲ و صریح نسخ ہے یا نہیں (۶) عمل قول اکثر علماء و فقہا پر ہوتا ہے یا قول بعض پر۔ مذہب راجح و اصح کا اعتبار ہوتا ہے یا مرجوح غیر اصح کا۔

تکملہ | چند سوال واقعات موجودہ کے لحاظ سے اور بھی ضروری ہیں جن کے جوابات جماعت مسلمین و جمعیۃ مومنین کے حق میں نہایت فائدہ بخش و نفع رساں ہیں

لہذا وہ بھی گزارش کئے جاتے ہیں۔

نمبر ۳۸۳ — **سوال** (۱) ان سبھا کے جلسوں میں شریک ہونا اہلِ اسلام کو جائز ہے یا نہیں۔

نمبر ۳۸۴ — (۲) کچہریوں میں مقدمات لیجانا وہاں کے ملازمین کو رشوت دینا، وکیلوں اور

نمبر ۳۸۵ — بیرسٹروں کے بتائے ہوئے خلاف واقعہ جملے کہنا جائز ہے یا ناجائز (۳) وہاں

جاکر اس طرح گواہی دینا کہ اگر سچی بات بھی کہنا ہو تو اس کے ساتھ جرح کے پیچ میں

نمبر ۳۸۶ — آکر دو باتیں جھوٹ کہنا پڑیں درست ہے یا نہیں (۴) موجودہ حالت کے اعتبار

سے جو مشاہد ہے وکلاء کو وہاں وکالت کرنا حرام ہے یا نہیں جبکہ پیشۂ وکالت

نمبر ۳۸۷ — کو قائم رکھنے کے لیئے جھوٹے سچے ہر قسم کے مقدمات لینا پڑتے ہوں (۵) سود کی

نمبر ۳۸۸ — نالشیں کرانا پڑتی ہوں (۶) قانونی شکنجہ میں کسنے کے واسطے خواہ مخواہ کذب کی

نمبر ۳۸۹ — تعلیم دینا ہوتی ہو (۷) پھر اس کذب و زور وفعل حرام کی اُجرت کیسی۔ اُس کا کھانا

نمبر ۳۹۰ — جائز ہے یا ناجائز (۸) قانون میں جو باتیں شرع شریف کے خلاف ہیں مثلاً دین

نمبر ۳۹۱ — مہر پر تین سال کے بعد تمادی عارض ہوجانا (۹) لڑکیوں کو متروکہ سے حصہ نہ دینا،

نمبر ۳۹۲ — وغیرہ ان کا مقدمہ لیجانا (۱۰) ان میں وکالت کرنا (۱۱) ان کی گواہی دینا (۱۲)

نمبر ۳۹۳ — ان کا جاری کرنا حرام ہے یا نہیں (۱۳) قرضہ کا تمسک جو بغیر سود کے قانوناً ناجائز ہے

نمبر ۳۹۴ / نمبر ۳۹۵ — اس کا لکھنا لکھوانا، اس کی نالش کرنا، اس کا وکیل بننا، اس کی گواہی دینا جائز ہے

نمبر ۳۹۶ — یا ناجائز (۱۴) گورنمنٹی ملازمتیں جن میں خلافِ شرع شریف فیصلے کرنا پڑتے ہیں

سود وغیرہ کی ڈگری کرنی ہوتی ہے حرام ہیں یا نہیں۔ یونہی بلا تنخواہ ایسے کاموں

نمبر ۳۹۷ — کا انجام دینا جائز ہے یا نہیں (۱۵) مسلمانوں کو خود اپنی پنچایتیں مجلسیں قائم کرنا لازم

نمبر ۳۹۸ — وواجب ہے یا نہیں جن کے سبب ان تمام امورِ محرّمہ سے اجتناب رہے (۱۶)

نمبر ۳۹۹ — سلاطین ترک خلد اللہ ملکہم کی خلافت صحیح ہے یا نہیں (۱۷) انعقادِ خلافت کی کیا کیا

صورت ہے۔ خلفائے عثمانیہ میں کوئی صورت پائی جاتی ہے یا نہیں۔ شرعی طور پر

نمبر ۴۰۰

اُن کو خلیفۃ المسلمین کہنا درست ہے یا نہیں (۱۸) کسی مجلس میں وہابیہ وغیرہم شریک ہوں خلافت کے کام میں مشترک طور پر کوشش کریں اور عقائد اہلِ سنت وجماعت پر کوئی حملہ نہ کریں تو اُن کی شرکت جائز ہے یا نہیں - یہ پورے تین سوالتماسات و سوالات ہیں - امید کہ جناب والا ان کے جواب باصواب تحریر فرمائیں - آپ کو خدائے پاک مالک الملک احکم الحاکمین رب العلمین کی شان جلال وقدوسیت کا واسطہ - آپ کو رسول عربی تاجدار مدنی سردارِ عالم نبی معظم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مرتبۂ کمال ومحبوبیت کا واسطہ - آپ کو خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا واسطہ، آپ کو اہلِ بیت نبوت اور اصحاب دربار رسالت رضی اللہ عنہم کا واسطہ، آپ کو اولیائے امت اور حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کا واسطہ آپ کو علمائے ملت اور حضرت امام اعظم علیہم الرحمہ کا واسطہ، آپ کو اپنے انتساب سیادت کا واسطہ، آپ کو اپنی شہرت علم وفضیلت کا واسطہ کہ ان سوالات کا جواب صحیح وصاف الگ الگ للہ مرحمت کیجئے اور اظہار حقیقت واحقاق حق سے پہلو تہی نہ فرمایئے بیّنوا بالتفصیل توجروا من اللہ الجلیل -

---

خادم العلما فقیر محمد حبیب الرحمٰن القادری غفرلہ - بدایوں شریف - مدرسہ قادریہ عالیہ

ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ

اعلان ضروری

یہ کتاب مرتّب کرنے کے بعد فقیر نے ایک عریضہ حضرت جناب مولانا مولوی عبدالماجد صاحب قادری بدایونی مدظلہم العالی کی خدمت سامی میں حاضر کیا اور اس کے نسبت مشورہ چاہا۔ نیز ایک خاص امر دینی میں استفہام کیا جو اُن کی ذات گرامی سے متعلق تھا۔ حضرت مولانا نے فوراً اُس کا جواب مرحمت فرما کر اپنی شانِ علم و اظہار حق اور کمال شفقت و حُسنِ خلق کا ثبوت دیا۔ فقیر کا عریضہ اور حضرت مولانا کا والا نامہ درج ذیل ہے۔

ہو المقتدر

مخدومی و معظمی مولانا ماجد میاں صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ۔ آپ کا بدایوں تشریف لانا ایسی رواروی میں ہوتا ہے کہ بہت نیازمند شرف زیارت سے بھی محروم رہ جاتے ہیں چہ جائیکہ کچھ عرض معروض کا موقع پائیں۔ میں نے آپ کے بدایوں تشریف فرما ہونے کی خبر سُنی مگر اُس دن گھر کی علالت کے سبب متفکر تھا ارادہ کیا صبح کو حاضر ہونگا۔ مدرسہ عالیہ قادریہ حاضر ہوا تو معلوم ہوا کہ رات آپ بمبئی تشریف لے گئے، انتہا درجہ افسوس اور اپنی محرومی پر کمال ملال لاحق حال ہوا۔ برادرم مولوی عبدالحامد سلمہ نے آپ سے تذکرہ کیا ہوگا کہ میں نے ایک رسالہ ترتیب دیا ہے جو جناب مولوی سید سلیمان اشرف صاحب بہاری کے رسالہ النور کا جواب ہے اُس کو بوجہ طوالت وضخامت میں نے چند حصص پر تقسیم کردیا ہے۔ پہلا حصہ بعض احباب کے اصرار سے

اشاعت پانے والا ہے اور شاید حامد میاں نے اپنے پچھلے سفر بمبئی میں اُس کے لئے کچھ انتظامِ اشاعت کیا ہے۔ میں چاہتا تھا کہ آپ اُس کو دیکھ لیتے تو مجھے اطمینان ہو جاتا۔ ممکن ہے کہ اس کا موقع آپ کی مشغولیوں کے سبب نہ مل سکے لہٰذا اُس کی ایک ضرورت کو بذریعۂ تحریر مکمّل کر دیجئے۔ وہ یہ ہے کہ آپ نے جمعیت علمائے ہند دہلی کے اجلاس میں گاندھی کے متعلق مذکّر اور مبعوث من اللہ کہا تھا یا نہیں۔ فحوائے کلام اور اصل الفاظ کیا تھے جلد تحریر فرما کر بھیج دیجئے۔ میرا قصد ہے کہ بریلی کی روئداد پر بھی تنقید و تبصرہ کر دوں۔

فقیر محمد حبیب الرحمٰن قادری مقتدری از بدایوں

حبیب الفضلا عزیز مکرم بارک اللہ لکم۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ تعالےٰ وبرکاتہ۔ میں نے سنا تھا کہ آپ کچھ لکھ رہے ہیں اور معلوم ہوا تھا کہ محنت سے لکھ رہے ہیں مگر میری رائے میں اب وقت تحریری تقریری مناظرہ کا نہیں ہے اصلاح جو اور حق پسند طبائع کا تحفظ ہے۔ آپ کے رسالہ شافی جواب میں سرکار رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا مکتوب شریف مطبوع ہے اُس کے دو جملے پڑھ لیجئے جو مولوی احمد رضا خاں صاحب کو لکھے گئے ہیں۔ میرے خیال میں جو کچھ آپ نے لکھا ہے پہلے اُس کو مولوی سید سلیمان اشرف صاحب سے ملکر سُنا کر یا بذریعہ تحریر جتا کر مسئلہ صاف کر لیجئے کہ شاید ضرورتِ اشاعت نہ رہے اور تبادلہ خیالات سے فیصلہ ہو جائے۔ میری رائے ایسا ناکس اُن کے متعلق یہی ہے کہ وہ یہ جبر و اکراہ صرف لازمیت کے سبب اُس جماعتِ اہلِ خلافت میں محسوب ہیں۔ رسالہ النور میں نے بچی رکاوٹ منافات سے دیکھا پڑھا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ نہایت مغالطہ دہ طرز تحریر ہے اور بہت مخدوش انداز بیان ہے مگر یہ ضرور ہے کہ سید صاحب نے اپنی

کوشش اپنے ذوق یا کسی کی فرمایش سے تلاش میں بہت صرف کی ہے آپ نے بھی عرق ریزی وجانکاہی سے جواب مرتب کیا ہوگا جبھی تو تقسیم حصص کی ضرورت محسوس ہوئی۔ بہرحال میری رائے میں اشاعت سے قبل سید صاحب سے تبادلہ خیالات کر لیجئے وہ خود مناظرہ تقریری و تبادلہ خیال کے شائق ہوئے تھے غالباً اب بھی ہوں۔ اس کے بعد طبع و اشاعت مناسب ہے۔

گاندھی کو میں نے مذکر کہا تھا اور الفاظ و بیان کی یہ صورت تھی۔ جمعیت علمائے ہند دہلی کے اجلاس میں میں تقریر کر رہا تھا کہ ایک صاحب نے مجھے ایک پرچہ دیا جس پر لکھا ہوا تھا کہ "آپ لوگ ترکِ موالات کیوں مانتے ہیں یہ تو گاندھی کی تحریک ہے"۔ میں نے اس کا جواب دیتے ہوئے پہلے تو یہ بتایا کہ ہرگز ترک موالات گاندھی کی تحریک نہیں۔ نہ گاندھی کی تحریک سمجھکر اس کو ہم مانتے ہیں۔

اس کے بعد اہلِ خلاف کی طرف میں نے توجہ کر کے کہا کہ اُن کو غصہ آتا ہے غیرت نہیں آتی کہ اُن کے احکامِ مذہب اُن کو ایک غیر مسلم بتاتا ہے۔ اگر گاندھی نے ہمارے احکامِ مذہب ہمکو یاد دلائے اور وہ اُن کا مذکر ہو گیا تو کیا قباحت آگئی۔ کیا کوئی ہندو نماز کے وقت کہے کہ وقت جا رہا ہے آپ لوگ نماز پڑھیں اور واقعہ ایسا ہی ہو تو کیا حکم نماز اُس ہندو کا سمجھا جائیگا۔ میں نے تصریح سے کہدیا تھا کہ ہمارے مذہب کے ایک فرعیہ کے خلاف بھی اگر گاندھی یا تمام ہندو، گاندھی صفت ہو کر ہم سے عمل چاہیں تو ہم سب کو ٹھکرا دیں گے۔ اس تقریر کے وقت عمائد علمائے اہلسنت میں مولانا عبد القدیر صاحب، مولانا عبد الباری صاحب۔ مولانا ریاست علیخاں صاحب وغیرہ بھی موجود تھے اور خود گاندھی بھی۔ اس تقریر پر پہلے بریلی سے اعتراض ہوا اور حسبِ عادت اضافہ و تبدل کے ساتھ (جیسا کہ آپ کو بخوبی علم ہے اور آپ اُن کی عادت سے واقف ہیں) کبھی تو لفظ "مذکر" بنا کر خدا اُنے بھیجا ہے"

بڑھایا گیا اور کبھی لفظ "مبعوث من اللہ" بین الخطین لکھا اور یوں اپنی زبان و قلم سے ایک نامسلم و کافر کو نبی لکھنے۔ بنی شائع کرنے کی کوشش کی ۔ العیاذ باللہ تعالیٰ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اس تقریر کے بعد مجھ سے اور مولوی سلیمان اشرف صاحب سے کئی ملاقاتیں ہوئیں اور شاید ایک بار جبکہ میں آزاد قومی درسگاہ کے قیام کے لیئے علی گڑھ مقیم تھا اس کا تذکرہ موصوف سے اُن کے ہی کمرہ میں آیا تھا اور میں نے اُن کو تصریح سے اپنی تقریر اور بریلوی اغراض سے آگاہ کر دیا تھا اور اُن سے کہا تھا کہ بریلوی علماء کو سمجھا دیئے مجھ پر اعتراض بنانے کے شوق اور تصنیف معارضہ کے ذوق میں اپنا دین و ایمان خراب نہ کریں فقط

فقیر عبد الماجد القادری از بمبئی

عرض واجب الاظہار

حضرات - ہم نے نہ چاہا کہ جناب مولوی سید سلیمان اشرف صاحب کے اغلاط و اختلافات وغیرہ کی عام اشاعت ہو جبتک خود اُن کو اطلاع دیکر تصحیح اور رفع اشتباہ کی طرف توجہ نہ دلائی جائے۔ ہمارا اخیال تھا کہ غالباً مولوی صاحب مذکور سے یہ اغلاط - خطاء نظری اور عدم تامل کے باعث سرزد ہو گئے ہیں اور مطلع کرنے پر وہ ان سے رجوع فرمائیں گے جو حقانی علماء کی خاص شان ہے۔ اسی بنا پر ایک خط موصوف کی خدمت میں روانہ کیا۔ لیکن خلاف امید انھوں نے اس ضروری دینی کام کی طرف ذرا التفات نہ کی اور صاف انکار لکھدیا کہ تم جو چاہو کرو ہم بالکل غور نہ کریں گے اور نہ تمھاری ایسی (مذہبی اہم و ضروری) تحریر کا کچھ جواب دیں گے اس پر بھی ہم نے پھر ایک تحریر سید صاحب کے پاس حاضر کی اور اُس میں

بڑی عاجزی و ادب کے ساتھ عرض کیا کہ خدا اور رسول کے واسطے اس طرف توجہ فرمایئے اور مسلمانوں کو اس مغالطہ و اشتباہ سے نکالیئے جو آپ کی کتاب سے پھیلا ہے۔ کتاب الٰہی و فرمان باری تعالیٰ بھی یاد دلایا کہ امر دین میں اخفائے حق و کتمان شہادت گناہ ہے۔ امید واثق تھی کہ دوبارہ گزارش کرنے۔ یاد دلانے خط بھیجنے پر جناب سید صاحب موصوف ضرور اپنی شان سیادت و علم کا جلوہ دکھا کر سوالات دینیہ مہمہ اور ضروریات قومیہ ملیہ کی طرف عنان تامل منعطف کریں گے اور جواب نہ دینے کا ٹھل والا یعنی عہد توڑ دیں گے۔ مگر افسوس صد افسوس ہزار افسوس کہ ہمارے صاحب نے آیات قرآن کریم کی تعمیل کی۔ نہ مسائل دینیہ کی اہمیت کا کچھ لحاظ کیا نہ امور مذہبیہ میں رفع اشتباہ و تصحیح اغلاط کی طرف توجہ کی۔ نہ وقت کی نزاکت کو پیش نظر رکھا اور نہ اپنے ایک سنی مسلمان بھائی کی عاجزانہ التماس کا کوئی جواب دیا۔ بہرحال ہم اپنے فرض سے سبکدوش ہو گئے۔ ماننے نہ ماننے کا ان کو اختیار ہے۔ جب اس طریقہ سے اصلاح کی امید نہ رہی تو ہمکو مجبور ہو کر ان امور کی اشاعت کرنی پڑی تاکہ تمام اہل اسلام پر واضح ہو جائے کہ سید صاحب کی کتاب النور قابل اعتماد نہیں اور وہ اس غلط فہمی سے بچیں کہ مسائل حاضرہ میں موصوف کے خیالات صحیح و درست ہیں۔ شعر

اگر بینم کہ نابینا و چاہ است — اگر خاموش بنشینم گناہ است

نامۂ فقیر بہ جناب مولوی سید سلیمان اشرف صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گرامی قدر عظیم الفخر جناب سید صاحب عالی مراتب زاد مجدہم و دام لطفہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ۔ مزاج گرامی۔ اس سے پہلے جناب والا کی خدمت میں ایک نیازنامہ حاضر کیا تھا مگر جواب سے ہنوز محروم ہوں۔ اب دوبارہ مکلف ہوں کہ جناب کے رسالہ "النور" کے متعلق فقیر غفرلہ المقتدر القدیر کے ذہن میں جو دینی ضروری سوالات پیدا ہوئے ہیں ان کے جواب باصواب سے معزز فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ رسالہ کے مختلف اقوال پیش نظر میں تقریباً تین سو سوالات وارد ہوتے ہیں بالفعل ان میں سے مشتے نمونہ از خروارے چند

سوال معروض ہیں ایک ہفتہ تک میں جناب کے والانامہ اور جوابات کا انتظار کرونگا۔ قبل از سوالات یہ عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ (۱) ارشاد باری عزاسمہ ولا تکتموا الشہادۃ ومن یکتمہا فانہ آثم قلبہ کو پیش نظر رکھیئے (۲) ان سوالات کو مجادلہ مکابرہ تصور نہ فرمایئے۔ (اس کے بعد وہ التماسات جو ہماری کتاب کے جزو سوم "فیصلہ نما سوالات" میں مندرج ہیں لکھکر ۴۰-۴۵ سوالات پیش کیئے تھے۔ اور آخر میں تحریر کر دیا تھا کہ اگر ان کا جواب آپ نے صحیح مرحمت فرمایا تو بقیہ سوالات حاضر کرونگا۔)

فقیر محمد حبیب الرحمٰن القادری غفرلہ از بدایوں
۵۔صفر ۱۳۴۰ھ - ۸۔اکتوبر ۱۹۲۱ء

نقل خط مولوی سلیمان اشرف صاحب

والا جناب عالی جاہ مولوی حبیب الرحمان صاحب سلمہٗ

وعلیکم السلام ثم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کرمنامہ صادر ہوا یاد فرمائی کا ممنون اور فقیر نوازی کا منت پذیر ہوں رجسٹری شدہ خط سے پہلے کوئی والانامہ عزت افزا نہ ہوا۔ واللہ علی ما اقول شہید۔ عالیجاہا آپ حضرات کی روش نیز فضائل وکمالات علمیہ فقیر کے لیئے کوئی سر مکنون نہیں۔ میرے مقابلہ میں جس چھیڑ کی بنیاد آپ رکھ رہے ہیں الحمد للہ کہ ساری عمر اس سے محفوظ رہا ہوں۔ آپ تین سو یا تین ہزار یا تین لاکھ اعتراض رکھتے ہوں تو بسم اللہ بصد شوق لکھئے چھاپیئے تقسیم کیجئے اپنی ذہانت وذکاوت اپنے تبحر علم وفضل کا خراج تحسین وصول فرمایئے۔ فقیر سے آپ کا مخاطب ہونا فضول ہے آیندہ اس قسم کی تحریروں کا جواب سکوت محض ہوگا۔ ہاں آپ کو اختیار کامل ہے کہ فقیر کے سکوت کو جن الفاظ وعبارات میں چاہیں اخبارات میں بھیجیں جرائد میں شائع فرمائیں نہ اس کا گلہ نہ شکوہ نہ آپ حضرات کے ہاتھ اور زبان کی ہیبت وپروا زیادہ اس سے باقی ہوس۔

حررہ بقلمہ فقیر محمد سلیمان اشرف عفی عنہ

14-10-21

جواب فقیر بنام مولوی سلیمان اشرف صاحب

۷۸۶

جناب سید صاحب مکرم ذوالمجد والکرم سلمہم المولیٰ ووفقہم لما یحب ویرضیٰ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ ۔ نیازنامہ حاضر کرنے کے بعد ایک ہفتہ تک بجد انتظار رہا جس کا اظہار میں نے جناب کی خدمت میں کر دیا تھا لیکن اُس کے تین دن بعد ۱۴ صفر ۔ ۱۷ اکتوبر کو نوازشنامہ صادر ہوا ۔ الحمد للہ کہ جواب تو ملا اگرچہ اصل مراد کا کوئی جواب نہ ملا ۔ مضمون نوازشنامہ پڑھکر تردد تھا کہ دوبارہ کچھ عرض کروں یا نہ کروں ۔ کئی روز تک یہی کشمکش رہی ۔ آپکا یہ جملہ کہ "فقیر سے آپکا مخاطب ہونا فضول ہے آیندہ اس قسم کی تحریروں کا جواب سکوت محض ہوگا" نہایت مایوس کن تھا مگر ارشاد باری عزاسمہ لا تقنطوا من رحمۃ اللہ امید دلانے اور ڈھارس بندھانے والا ہے ۔ یہ خیال کہ شاید دوبارہ اس سے بھی زائد سخت جواب ملے مانع تھا مگر یہ گمان کہ ممکن ہے اب رحمت قادر قیوم سے توفیق آپکی خیر رفیق ہو پھر اس جرا رہنا کا باعث ہوا ۔ جناب والا مجھے سخت تعجب اور نہایت افسوس ہے کہ آپ جیسا سلیم الطبع ۔ انصاف پسند اور صاحب دیانت عالم آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ ومسائل دینیہ فقہیہ خلاف تحقیق لکھکر شائع کر دے اور پھر اس کے متعلق استفہام واطلاع پر ایسا روکھا صاف انکاری جواب لکھدے ۔ جناب والا میں نے فرمان رب عزوجل آپ کے سامنے پیش کر دیا تھا لیکن آپ نے اُس فرمان کی جانب قطعًا توجہ نہ کی اور امور مذہبیہ میں شہادت دینے کی زحمت گوارا نہ فرمائی ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ آپ سے ایسی امید نہ تھی ۔ میں پھر نہایت ادب سے عرض کرتا ہوں کہ ارشاد باری تعالیٰ ولا تکتموا الشہادۃ ومن یکتمہا فانہ آثم قلبہ ۔ یا ایہا الذین آمنوا کونوا قوامین بالقسط شہداء للہ ولو علی انفسکم کی تعمیل سے پہلو تہی نہ کیجئے ۔ جناب والا آپ نے جو تحریر فرمایا ہے کہ "میرے مقابلہ میں آپ جس جھگڑے کی بنیاد رکھ رہے ہیں الحمد للہ کہ ساری عمر اس سے محفوظ رہا ہوں" اس کی نسبت گزارش ہے کہ آپ نے

تصور ہرگز نہ فرمائیں کہ میں آپ سے چھیڑ چھاڑ اور خواہ مخواہ مباحثہ و مناظرہ کرنا چاہتا ہوں
پہلے بھی لکھ چکا ہوں کہ "اس کو مجادلہ مکابرہ نہ سمجھئے" خدائے عالم الغیب والشہادہ عالم و
شاہد ہے کہ مجھے آپ سے کوئی ذاتی خصومت یا دنیوی عداوت نہیں بلکہ اخوت دینی
اور ہم مسلک سنیت ہونے کے سبب آپ کی خدمت میں عریضہ حاضر کیا تھا کہ اگر سہواً
متعدد مقامات پر آپ نے غیر محقق امور لکھ دئیے ہیں تو ان کی اصلاح ہو جائے اور آپ
خود ہی کتاب کی تصحیح فرما دیں اشاعت اغلاط کی نوبت نہ آئے۔ جناب والا ذرا انصافاً
فرمائیے کہ مذہبی احکام میں غلطی عامۃ الناس کی ضلالت و گمراہی کا باعث ہے یا نہیں اور
اس کی اصلاح کس قدر اہم و ضروری ہے۔ کیا معاذ اللہ اس کو چھیڑ کہا جا سکتا ہے اور اگر خدانخواستہ
اسی کا نام چھیڑ ہے تو صاف فرمائیے کہ آپ اول اس چھیڑ کے مرتکب ہو چکے ہیں اور اس سے محفوظ
نہیں رہے ہیں۔ جناب والا یقین فرمائیے کہ فقیر نے آپکو یہ تحریر اس لئے نہیں لکھی ہے کہ آپ پست
ہوں اور آپ اس سے مرعوب ہوں (جیسا کہ آپ نے اس طرف اشارہ کیا ہے) صرف غرض یہی ہے
کہ امر حق ظاہر ہو جائے۔ ایک امر یہ دریافت طلب ہے کہ پہلے جو روداد مناظرہ و روداد
انصار الاسلام شائع ہوئی ہے آپ نے ملاحظہ فرمائی یا نہیں۔ اگر فرمائی ہے تو اس سے کلیۃً اتفاق
ہے یا نہیں۔ آپ کے علم و یقین میں اس کے تمام واقعات صحیح ہیں یا نہیں بالخصوص جو امور آپ کی طرف
منسوب ہیں درست ہیں یا نہیں۔ ایک گزارش یہ ہے کہ جناب تاریخ عربی تحریر فرمایا کریں اگر
انگریزی لکھیں بھی تو اس کی مطابقت ہیں۔ آخر میں مودبانہ التماس ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور رسول
کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے لئے میرے معروضات پر غور فرمائیے۔ آپکو اپنی نسبت سیادت اور شان
علم اور مسلک سنت و جماعت کا واسطہ کہ ان دینی سوالات کے جواب سے دریغ نہ کیجئے۔ و من اللہ
توفیق الصدق والصواب۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔

راقم الحروف

محمد حبیب الرحمٰن القادری المقتدری غفر اللہ تعالیٰ لہ و لوالدیہ بدایوں شریف۔ محلہ چاہ میر
۱۹ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ
۱۷ م ۰۰

اشتہار

مالک اس کتاب عالیجناب معلی القاب جناب ... محمد شبیر علی صاحب ...

تاجران باوقار اور مشتریان والاتبار کو معلوم ہو کہ حق تالیف
فسانۂ بہار طلسم کا مصنف ممدوح نے احقر کو ہمیشہ ہمیشہ
کے لئے ہبہ فرمایا ہے اور بموجب قانون بستم
سنہ ۱۸۶۷ء اسکی رجسٹری بھی ہو چکی ہے۔ لہذا جملہ
صاحبان سے التماس ہے کہ کوئی صاحب اسکو
چھاپنے یا چھپوانے کا قصد نفرمائیں بعوض نفع نقصان
نہ اوٹھائیں۔ بر سولان بلاغ باشد و بس۔

المشتہر

احمد حسینخان خلف منشی محمد محبوب خانصاحب

مالک مطبع مصطفائی پریس آگرہ

محلہ کمبوہ لوٹلہ